اسلامیات سیریز

تفسیر

پارہ لن تنالوا (۴)

از

مولانا ابوالکلام آزاد

ہدیہ:- دس آنے

AZAD, ABUL KALAM.
TAFSEER PARA-E-
LAN TANALU, 4.

اسلامیات سیریز ۵

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

تفسیر

پارہ لن تنالوا (۴)



امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد (مرحوم)

یکے از مطبوعات

شمیم بکڈپو۔ ۴۸ عبدالکریم روڈ۔ لاہور

ہدیہ دس آنے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۬ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ۝ کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ ۹۳

(یاد رکھو) تم نیکی کا درجہ کبھی حاصل نہیں کرسکتے۔ جب تک تم میں یہ بات پیدا نہ ہو جائے کہ (مال و دولت میں سے) جو کچھ محبوب رکھتے ہو اسے (راہ حق میں) خرچ کرو، اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو وہ اللہ کے علم سے چھپا نہیں! کھانے کی تمام چیزیں (جو عام طور پر کھائی جاتی ہیں) بنی اسرائیل کے لئے بھی حلال تھیں، اور لوگ انہیں بے تامل کھاتے تھے) ہاں وہ چیزیں جو بنی اسرائیل نے تورات نازل ہونے سے پہلے خود اپنے اوپر حرام ٹھہرالی تھیں حرام سمجھی گئی تھیں (مگر انہیں خدا نے حرام نہیں کر دیا تھا۔ اے پیغمبر! اگر اس بارے میں یہودی تم سے جھگڑ رہے ہیں تو تم ان سے) کہہ دو، اگر تم لوگ اپنے خیال میں سچے ہو تو تورات لاؤ اور اسے کھول کر پڑھو۔

یہودیوں کی طرف سے دو اعتراض خصوصیت کے ساتھ کئے گئے تھے۔

(۱) اگر قرآن کی دعوت بھی وہی ہے جو پچھلے نبیوں کی دعوت دی تھی تو کیوں قرآن نے بھی ان تمام چیزوں کو حرام نہیں کر دیا جو یہودیوں کے یہاں حرام سمجھی جاتی ہیں؟

(۲) اگر قرآن کی راہ حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد کی راہ سے مختلف نہیں ہے تو کیوں بیت المقدس کی جگہ خانہ کعبہ قبلہ قرار دیا گیا حالانکہ تمام انبیائے بنی اسرائیل بیت المقدس ہی کو قبلہ تسلیم کرتے رہے ہیں؟

یہاں ان دونوں باتوں کا جواب دیا گیا ہے۔ پہلے شبہ کے جواب میں کہا گیا کہ تورات نازل ہونے سے پہلے کھانے کی تمام اچھی چیزیں بنی اسرائیل کے لئے جائز تھیں، اور حضرت ابراہیم سے لیکر حضرت موسیٰ تک تمام انبیا نے انہیں حلال سمجھا تھا۔ پھر جب تورات نازل ہوئی۔ تو بعض چیزوں کا استعمال روک دیا گیا، اس لئے نہیں کہ اصلاً

عرضِ ناشر

اول - دوئم اور سوئم پاروں میں عربی کی لکھائی کمزور تھی۔ ہمیں افسوس ہے۔ آئندہ بفضلِ خدا اس کمی کو پورا کر دیا گیا ہے۔ نئے ایڈیشنوں میں اُن کی کتابت بھی درست کرا دی گئی ہے۔

خاکسار
ظفر احمد قریشی

سول ایجنٹس۔ ظفر برادرز بنک سکوئر دی مال لاہور
سول ایجنٹ۔ سندھ و کراچی۔ ورائٹی بکسٹال حیدر آباد

باہتمام
ظفر احمد قریشی
پرنٹر و پبلشر
مالک شمیم بکڈپو ۔۔۔ لاہور

محمد علی قریشی اویسی
نے
اشرف پریس لاہور سے چھپوا کر
شمیم بکڈپو لاہور سے شائع کی

مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ڰ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَھَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَاۗءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ ۹۹

بغیر کسی شک وشبہ کے مشہور اور معین رہی ہے اور از انجملہ یہ بات ہے کہ جو کوئی اس کے حدود میں داخل ہوا، وہ امن وحفاظت میں آگیا اور داز انجملہ یہ کہ) اللہ کی طرف سے لوگوں کے لئے یہ بات ضروری ہوگئی کہ اگر اس تک پہنچنے کی استطاعت پائیں تو اس گھر کا حج کریں۔ اس پر بھی جو کوئی (اس حقیقت سے) انکار کرے، (اور اس مقام کی پاکی وفضیلت کا اعتراف نہ کرے) تو یاد رکھو، اللہ کی ذات تمام دنیا سے بے نیاز ہے۔ وہ اپنے کاموں کے لئے کسی فرد اور قوم کا محتاج نہیں)

(اے پیغمبر ان سے) کہو۔ اے اہل کتاب! یہ کیا ہے کہ تم دیدہ ودانستہ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہو، حالانکہ تم جو کچھ کرتے ہو۔ اللہ اس کا شاہد حال ہے۔

اے اہل کتاب: یہ کیا ہے کہ جو کوئی اللہ پر ایمان لانا چاہتا ہے تم اسے اللہ کی راہ سے روکتے ہو اور اسے ٹیڑھی چال چلانا چاہتے ہو۔ حالانکہ تم حقیقت حال سے بے خبر نہیں ہو! یاد رکھو، جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ ۹۶ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ

پھر جو کوئی اس (اعلان) کے بعد بھی غلط بیانی سے باز نہ آئے، اور اللہ پر بہتان باندھے، تو (یاد رکھو) ایسے ہی لوگ ہیں جو واقعی مجرم ہیں۔

(اے پیغمبر!) ان لوگوں سے کہو، اللہ نے سچائی ظاہر کر دی۔ پس اگر تمہارے دلوں میں کچھ بھی سچائی کا پاس ہے تو چاہیئے کہ) ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کرو (جس کی طرف میں دعوت دے رہا ہوں، اور) جو ہر طرف سے ہٹ کر صرف اللہ ہی کا ہو رہتا ہے اور یقیناً ابراہیم شرک کرنے والوں میں سے نہ تھا۔

حرام تھیں بلکہ اس لئے کہ یہود کی بے لگام طبیعتوں کی اصلاح کے لئے ضروری تھا کہ روک ٹوک میں سختی کی جائے باقی رہیں وہ چیزیں جن کی نسبت تم سمجھتے ہو کہ نزول تورات سے پہلے بھی ممنوع تھیں، تو انہیں خدا کی شریعت نے ممنوع نہیں ٹھہرایا تھا۔ خود لوگوں نے اپنی طبیعت سے ترک کر دیا تھا چنانچہ تورات کے اسفار اس حقیقت کی شہادت دے رہے ہیں۔ دوسرے شبہ کے جواب میں کہا گیا ہے کہ خدا کی پہلی عبادت گاہ کا جو حضرت ابراہیم نے تعمیر کی وہ بیت المقدس نہیں بلکہ خانہ کعبہ ہے۔

بلا شبہ پہلا گھر جو انسان کے لئے (خدا پرستی کا معبد و مرکز) بنایا گیا، وہ یہی (عبادت گاہ) ہے جو مکہ میں ہے۔ برکت والا اور تمام انسانوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ۔ اس میں (دین حق کی) روشن نشانیاں ہیں۔ از انجملہ مقام ابراہیم ہے (یعنے) ابراہیم کے کھڑے ہونے اور عبادت کرنے کی جگہ جو اس وقت سے لے کر آج تک

نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَكُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ۝ وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ ۱۰۴

جو واقعی ڈرنا ہے۔ اور دیکھو دنیا سے نہ جاؤ، مگر اس حالت میں کہ اسلام پر ثابت قدم ہو۔

اور دیکھو! سب مل جل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔ اللہ نے تمہیں جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔ تمہارا حال یہ تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے لیکن اس کے فضل و کرم سے ایسا ہوا کہ بھائی بھائی بن گئے۔ تمہارا حال تو یہ تھا کہ آگ سے بھری ہوئی خندق ہے اور اس کے کنارے کھڑے ہو (ذرا پاؤں پھسلا اور شعلوں میں جا گرے) لیکن اللہ نے تمہیں اس حالت سے نکال لیا (اور زندگی و کامرانی کے میدانوں میں پہنچا دیا) اللہ اس طرح اپنی کارفرمائیوں کی نشانیاں

(۳) جماعت کے تفرقے سے بچو اور خدا کی رسی مضبوط پکڑ لو۔ خدا کی سب سے بڑی نعمت تم پر یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے۔ اس نے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا

(۴) تم میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے۔ جو داعی الی الخیر ہو۔ وہ نیکی کا حکم دے برائی سے روکے اور قوم کو راہ حق و ہدایت پر قائم رکھے

(۵) جماعت کے تفرقے کی طرح دین کا اختلاف بھی مہلک ہے اہل کتاب کی سب سے بڑی گمراہی یہی تھی کہ دین حق کے علم اور کتاب اللہ کے حصول کے بعد پھر باہم اختلاف میں پڑ گئے اور دین کی وحدت ضائع کر کے الگ الگ ٹولیاں بنا لیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤ۔

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا ۱۴

مسلمانو! اگر تم اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی باتوں پر کاربند ہو گئے، تو یاد رکھو نتیجہ اس کا یہ نکلیگا کہ وہ تمہیں راہ حق سے پھرا دیں گے اور ایمان کے بعد پھر کفر میں مبتلا ہو جاؤ گے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم (اب پھر) کفر کی راہ اختیار کرو، جبکہ تمہارا حال یہ ہے کہ اللہ کی آیتیں تمہیں سنائی جا رہی ہیں اور اس کا رسول (تعلیم و رہنمائی کے لئے) تم میں موجود ہے اور یاد رکھو، جو کوئی مضبوطی کے ساتھ اللہ کا ہو رہا تو بلا شبہ اس پر سیدھی راہ کھل گئی (نہ تو اس کے لئے لغزش کا ڈر ہے نہ گم گشتگی کا اندیشہ۔ مسلمانو! اللہ سے ڈرو۔ ایسا ڈرنا جو

اہل کتاب کی محرومیوں کے ذکر کے بعد پیروان دعوت سے خطاب، وعظت اور بعض اصولی مہمات کی تلقین۔

(۱) یہود اور نصاریٰ کی گمراہیوں میں تمہارے لئے درس عبرت ہے ضروری ہے کہ ان کے طور طریقوں سے اپنے دل و دماغ کی حفاظت کرو اگر تم نے ان کی گمراہانہ خواہشوں کی پیروی کی تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ راہ ہدایت پاکر پھر گمراہی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

(۲) ایمان کی برکتوں کے حصول کے لئے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ایمان کا اقرار کرلو بلکہ اصلی چیز ایمان کا جماؤ ہے۔

تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۱۰۹ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ؕ

کی خوشحالی ہوگی' کتنے ہی بدنصیب ہونگے جن کے لئے حسرت و نامرادی کی تباہ حالی ہوگی) سو جن لوگوں کے چہرے (حسرت و نامرادی سے) کالے پڑ جائیں گے' ان سے اس دن کہا جائے گا۔ تم نے ایمان کے بعد پھر انکار حق کی راہ اختیار کرلی تھی تو جیسی کچھ تمہاری منکرانہ چال تھی اب اس کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھ لو! اور جن لوگوں کے چہرے (کامیابی کی خوش حالیوں سے) چمک رہے ہوں گے' سو وہ اللہ کی رحمت کے سائے میں ہونگے۔ ہمیشہ رحمت الٰہی میں رہنے والے!

اے پیغمبر! یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تمہیں فی الحقیقت سنا رہے ہیں اور یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تمام دنیا پر ظلم کرنا چاہے۔ اور یاد رکھو' آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کے لئے ہے اور ساری باتیں بالآخر اسی کی طرف لوٹنے والی ہیں۔

مسلمانو! تم تمام امتوں میں "بہتر امت" ہو جو لوگوں (کی ارشاد و اصلاح) کے لئے ظہور میں آئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دینے والے ہو۔ اور اگر اہل کتاب (مخالفت و سرکشی کی جگہ) ایمان لاتے تو یہ ان کے لئے بہتری کی بات ہوتی

منافی تھی۔ پس صرف "خیر" اور "بہتر" ہونے پر زور دیا گیا جس کی تمام تر روح اخلاقی اور معنوی محاسن پر مبنی ہے جس جماعت کا نصب العین یہ ہوگا کہ وہ سب سے زیادہ اچھی اور نیک ہو وہ کبھی مادی طاقتوں کے غرور اور قومی نخوت و برتری کے مفاسد کی آلودہ نہیں ہو سکتی۔ اس حقیقت کی طرف اشارہ کہ اگر یہود و نصاریٰ

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ ۱۰۸

واضح کر دیتا ہے تاکہ تم (منزل مقصود کی) راہ پالو۔

اور دیکھو! ضروری ہے کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو بھلائی کی باتوں کی طرف دعوت دینے والی ہو۔ وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور بلاشبہ ایسے ہی لوگ ہیں جو کامیابی حاصل کرنیوالے ہیں۔

اور دیکھو ان لوگوں کی سی چال نہ چلنا جو (خدا کے) ایک ہی دین پر اکٹھے رہنے کی جگہ الگ الگ ہوگئے اور باوجودیکہ (کتاب اللہ کی) روشن دلیلیں ان کے سامنے آچکی تھیں پھر بھی باہم دگر اختلافات میں پڑ گئے۔ یقین کرو یہی لوگ ہیں جن کے لئے (کامیابی کی جگہ) عذاب دردناک ہے۔ وہ (آنیوالا) دن کہ کتنے ہی چہرے اس دن چمک اٹھیں گے کتنے ہی چہرے کالے پڑ جائینگے (یعنی کتنے ہی خوش نصیب ہونگے جن کے لئے کامیابی

اور ایک دین پر جمع رہنے کی جگہ الگ الگ فرقے بندیوں میں بٹ جاؤ۔

(۲) تم تمام امتوں میں "بہتر امت" ہو جو ہدایت اور ارشاد خلق کے لئے وجود میں آئی ہے۔ بحیثیت ایک جماعت کے تمہارا نصب العین یہ ہونا چاہئے کہ نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے ہو

یعنی اس اصل عظیم کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں کا جماعتی نصب العین یہ نہیں قرار دیا گیا کہ وہ طاقتور قوم بنیں یا سب سے "برتر گروہ" ہوں کیونکہ طاقت اور برتری جماعتی گھمنڈ اور قومی حرص و آز کا لگاؤ تھا اور یہ امعا انسانیت کے امن و سلام اور مساوات و اخوت کے

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَهْلِ
الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ
يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ
وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ۱۱۴

میں یہودی رومیوں کے ماتحت امن کی زندگی بسر کر رہے تھے اور عرب میں ان کی بڑی بڑی بستیاں تھیں لیکن چونکہ حکومت و فرمانروائی سے محروم ہو چکے تھے اس لئے فرمایا کہ یہ دوسروں کے رحم پر زندگی بسر کرنے والے ہیں

ان پر چھا گیا۔ محتاجی و بدحالی میں گرفتار ہو گئے اور یہ اس لئے ہوا کہ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے اور نبیوں کے ناحق قتل میں بے باک تھے اور بدعملی و شقاوت کی یہ حالت اس لئے پیدا ہوئی) کہ نافرمانی اور سرکشی کرنے لگے تھے، اور (اپنی شرارتوں میں) حد سے گذر گئے تھے۔

اور یہ جو یہود اور نصاریٰ کی بدعملیوں اور محرومیوں پر بار بار زور دیا گیا تو اس سے یہ مقصد نہیں ہے کہ ان میں کوئی آدمی بھی راستباز نہیں، سب کا حال یکساں نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ایمان و عمل کی راہ میں استوار ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں برائی سے روکتے ہیں اور عبادت الٰہی میں سرگرم رہتے ہیں لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ غالب تعداد انہی لوگوں کی ہے جو ایمان و عمل کی روح یک قلم کھو چکے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جب بھی کسی جماعت کی نسبت رائے قائم کی جائیگی تو اکثریت کی حالت دیکھی جائیگی نہ کہ خال خال افراد کی۔

یہ بات نہیں ہے کہ تمام اہل کتاب ایک ہی طرح کے ہوں۔ ان میں ایک گروہ ایسے لوگوں کا بھی ہے جو راہ ہدایت پر قائم ہیں۔ وہ راتوں کو اٹھ کر خدا کی آیتیں تلاوت کرتے اور اس کے حضور سربسجود رہتے ہیں۔ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر (سچا) ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں برائی سے روکتے ہیں۔ بھلائی کے تمام کاموں میں تیز گام ہیں اور بلاشبہ ان لوگوں میں سے ہیں جو نیک کردار ہیں!

مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ
اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ ۱۱۱
ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ
وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ
بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ

(اور ہدایت و ارشادِ عالم کا کام ان کے ہاتھوں انجام پاتا، لیکن وہ اس کے اہل ثابت نہ ہوئے) ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ایمان رکھنے والے ہیں لیکن بڑی تعداد انہی لوگوں کی ہے جو دائرۂ ہدایت سے یکسر باہر ہو چکے ہیں۔ وہ (کتنی ہی تمہاری مخالفت کریں، لیکن اذیت پہنچانے کے سوا تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو یاد رکھو انہیں لڑائی میں پیٹھ ہی دکھانی پڑے گی کبھی فتحمند نہ ہوں گے۔ ان لوگوں پر (یعنی یہودیوں پر) ذلت کی مار پڑی جہاں کہیں بھی یہ پائے گئے ہاں یہ کہ خدا کے عہد سے کہیں پناہ مل گئی ہو، تو یہ بھی ذلت ہی کی پناہ ہوئی کہ دوسروں کے رحم پر زندگی بسر کر رہے ہیں) خدا کا غضب

سے ایمان و ہدایت کی روح مفقود نہ ہو گئی ہوتی۔ تو وہ آج اس نعمت خیر و برکت کے مستحق ہوتے لیکن ان کی بڑی تعداد استعداد ایمانی سے محروم ہو گئی ہے۔ دعوت حق کی مخالفت میں سب سے زیادہ حصہ یہودیوں کا ہے لیکن ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنی بدعملیوں اور سرکشیوں سے مغضوب الٰہی ہو چکے ہیں اور دنیا کا کوئی گوشہ نہیں جہاں اپنے بل بوتے پر زندگی بسر کر رہے ہوں جہاں کہیں بھی پناہ ملی ہے ذلت و نامرادی کی پناہ ہے۔ یعنے یا تو اہل کتاب ہونے کی وجہ سے لوگوں نے چھوڑ رکھا ہے یا پھر حکمراں قوموں نے محکومیت و اطاعت کے قول و اقرار پر زندگی کی مہلت دیدی ہے چنانچہ پہلی حالت عرب میں تھی دوسری روم و ایران میں پس کوئی وجہ نہیں کہ تم ان کی مخالفت سے پریشان خاطر ہو وہ وقت دور نہیں جب عرب میں ان کی رہی سہی طاقت کا بھی خاتمہ ہو جائیگا یہاں سے یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ قرآن قومی محکومیت کی حالت کو کس نظر سے دیکھتا ہے، اس زمانے

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ ۱۱۸ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا

ہو کر رہ جائے۔ (سو یہی حال ایسے لوگوں کا ہوا، اور یاد رکھو، یہ جو کچھ نہیں پیش آیا تو اس لئے نہیں کہ خدا نے ان پر ظلم کیا ہو۔ یہ خود اپنے ہاتھوں اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں!

مسلمانو! ایسا نہ کرو کہ اپنے آدمیوں کے سوا کسی دوسرے کو اپنا ہمراز اور معتمد بناؤ۔ ان لوگوں کا (یعنی دشمنوں کا) حال یہ ہے کہ تمہارے خلاف فتنہ انگیزی میں کمی کرنے والے نہیں جس بات سے تمہیں نقصان پہنچے وہی انہیں اچھی لگتی ہے۔ ان کی دشمنی تو ان کی باتوں ہی سے ظاہر ہے لیکن جو کچھ دلوں میں چھپا ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو، تو ہم نے (فہم و بصیرت) کی نشانیاں تم پر واضح کر دیں۔

دیکھو، تمہارا حال تو یہ ہے کہ تم ان سے دوستی رکھتے ہو لیکن ان کا حال یہ ہے کہ وہ تمہیں (ایک لمحہ کے لئے بھی) دوست نہیں رکھتے۔ تم اللہ کی کتاب پر ایمان رکھنے والے ہو (جتنی کتابیں بھی نازل ہوئی ہیں) اس لئے قدرتی طور پر ان کی کتاب کے لئے بھی تمہارے دل میں عزت ہے، (لیکن ان کا حال دوسرا ہے) وہ جب

> اگر تمہارے اندر صبر اور تقویٰ کی روح پیدا ہو گئی تو پھر ممکن نہیں تمہارے مخالف تم پر فتحمند ہو سکیں، یا ان کی مخالفانہ تدبیریں تمہارا کچھ بگاڑ سکیں۔

وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ ۱۱۶ مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ

اں اہل کتاب میں جو لوگ ایمان و عمل کی سچائی رکھتے ہیں ضروری ہے کہ اپنی نیک عملی کا نیک اجر پائیں۔ خدا کا قانونِ مکافات کسی خاص گروہ اور نسل ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ تمام نوعِ انسانی کے لئے ہے جو انسان بھی راستباز اور نیک کردار ہوگا خدا کے حضور اپنا اجر پائے گا۔

سو یاد رکھو) یہ لوگ نیک کاموں میں سے جو کچھ کرتے ہیں ہرگز ایسا نہیں ہوگا کہ اس کی ناقدری کی جائے (اور رائیگاں جائے نہیں اپنی نیک عملی کا نیک اجر ضرور ملیگا) اور جو لوگ متقی ہیں (وہ خواہ کسی گروہ اور کسی گوشہ میں ہوں) اللہ ان کے حال سے بے خبر نہیں ہے۔ لیکن جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی (اور ایمان و عمل کی راستی سے محروم ہوگئے) تو (وہ کسی حال میں پاداشِ عمل سے نہیں بچ سکتے) نہ تو مال و دولت کی طاقت انہیں خدا کے عذاب سے بچا سکیگی۔ نہ آل و اولاد کی کثرت ہی کچھ کام آئیگی وہ دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے۔

اور چونکہ اہلِ کتاب بھی قریشِ مکہ کی طرح تمہاری مخالفت میں کمربستہ ہوگئے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ تم بھی ان سے چوکنے ہوجاؤ اور انہیں اپنا ہمراز و معتمد نہ بناؤ ان کی دشمنی تو ان کی باتوں ہی سے ٹپک رہی ہے لیکن دلوں میں جو کچھ چھپا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے

دنیا کی اس زندگی میں یہ لوگ جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال ایسی ہے جیسے اس ہوا کا چلنا جس کے ساتھ پالا ہو، (فرض کرو ایک گروہ نے اپنے اوپر ہر طرح کی محنت و مشقت برداشت کرکے ایک کھیت تیار کیا ہو لیکن پالا پڑے اور پورا کھیت برباد

إِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ إِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۚ ۱۲۲ ع ۱۲

تم نے صبر کیا (یعنی مصائب اور مشکلات میں ثابت قدم رہے) اور تقویٰ کی راہ اختیار کی (یعنی احکام حق کی نافرمانی سے پوری طرح بچتے رہے) تو ان کا مکروفریب تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا جیسے کچھ بھی ان کے کرتوت ہیں خدا کی قدرت انہیں گھیرے ہوئے ہے۔

(۱) جنگ اُحد کے موقعہ پر کثرت رائے سے یہ بات قرار پا گئی تھی کہ شہر سے نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ مسلمان نکلے لیکن منافقوں نے لوگوں کو بہکانا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دو قبیلے بد دل ہو گئے۔ اس طرح ابتدا ہی سے صبر اور تقویٰ کی روح کمزور پڑ گئی تھی۔ اس کا نتیجہ وہی ہونا تھا جو بالآخر پیش آیا۔

اور (اے پیغمبر!) وہ وقت یاد کرو جب تم صبح سویرے اپنے گھر سے نکلے تھے اور (اُحد کے میدان میں) لڑائی کے لئے مسلمانوں کو جا بجا مورچوں پر بٹھا رہے تھے۔ اور اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

پھر جب ایسا ہوا تھا کہ تم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) دو جماعتوں نے ارادہ کیا تھا کہ ہمت ہار دیں اور واپس لوٹ چلیں، حالانکہ اللہ ان کا مددگار تھا جو ایمان رکھنے والے ہیں انہیں تو چاہئے کہ (ہر حال میں) اللہ پر بھروسہ رکھیں اور دیکھو یہ واقعہ ہے کہ اللہ نے بدر کے میدانِ جنگ میں تمہیں فتحمند کیا تھا

لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۱۱۹ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ شَـيْـــًٔـا ۭ

کبھی تم سے ملتے ہیں، تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان والے ہیں، لیکن جب اکیلے میں ہوتے ہیں تو تمہارے خلاف، جوشِ غضب میں اپنی بوٹیاں نوچنے لگتے ہیں، (غور کرو، ایسے لوگوں کو اپنا ہمراز بنانا اور قوم کے بھیدوں اور تدبیروں سے آگاہ کر دینا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟

اے پیغمبر! تم ان اعدائے حق سے (جو جوشِ غضب میں اپنی بوٹیاں نوچ رہے ہیں) کہہ دو، اتنا ہی نہیں، بلکہ جوشِ غضب میں اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو (لیکن جو کچھ ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا) اور یاد رکھو، خدا وہ سب کچھ جانتا ہے جو انسان کے سینوں میں پوشیدہ ہے۔

اگر تمہارے لئے کوئی بھلائی کی بات ہو جائے تو انہیں بُرا لگے بُرائی ہو جائے تو بڑے ہی خوش ہوں۔ لیکن یاد رکھو اگر

جنگِ بدر اور اُحد کے تجربوں سے استشہاد، جن کے نتائج نے ثابت کر دیا تھا کہ صبر اور تقویٰ کے بغیر کبھی نصرت و کامرانی حاصل نہیں ہو سکتی۔

صبر سے مقصود یہ ہے کہ مشکلات و مصائب کا ہمت اور ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔

تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ احتیاط و پرہیزگاری کی روح پیدا ہو۔ جنگِ بدر کے موقعہ پر یہ دونوں قوتیں تم میں موجود تھیں اس لئے تمہاری مٹھی بھر تعداد نے دشمن کی بہت بڑی تعداد کو شکست دے دی۔ لیکن اُحد کے میدان میں تم نے کمزوری دکھائی، صبر اور تقویٰ کی آزمائش میں پورے نہ اُترے، نتیجہ یہ نکلا کہ نقصان، اور دشمن کو شکست نہ دے سکے۔

اس سلسلہ میں متعدد اصولی مہمات واضح کی گئی ہیں۔

إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ○ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنقَلِبُوا خَائِبِينَ ○ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ○ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ ۱۲۰

اور نیز اس لئے، تاکہ منکرین حق کی طاقت کا ایک حصہ بیکار کر دے یا انہیں اس درجہ ذلیل و خوار کر دے کہ نامراد ہو کر الٹے پاؤں پھر جائیں۔

(اے پیغمبر! اس معاملہ میں (یعنی دشمنانِ حق کے بخشے جانے یا نہ بخشے جانے میں) تمہیں کوئی دخل نہیں (تمہارا کام یہ ہے کہ لوگوں کو راہِ حق کی دعوت دو، اور کسی حال میں بھی ان کی طرف سے مایوس نہ ہو) یہ اللہ کے ہاتھ ہے کہ چاہے تو ان سے درگزرے اور چاہے تو انہیں عذاب دے کیونکہ یقیناً وہ ظلم کرنے والے ہیں۔

آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ جسے چاہے بخش دے جسے چاہے عذاب دے (کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ پکڑنے والا ہو) اور (یاد رکھو) وہ بخشنے والا بڑی ہی رحمت رکھنے والا ہے۔

(۲۰) ضمناً اس حقیقت کی طرف اشارہ کہ ظلم و کفر کرنے والوں کی مخالفت کتنی ہی سخت کیوں نہ ہو لیکن ہادی و مصلح کو ان کی ہدایت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے اور رحمت و بخشش کی طلب کے سوا کوئی اور جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے۔ بخشنا یا نہ بخشنا خدا کا کام ہے اور اسی پر چھوڑ دینا چاہئے۔

جنگ احد میں خود پیغمبر اسلام پر دشمنوں نے پے در پے حملے کئے اور انہیں ہلاک کر ڈالنا چاہا۔ تاہم خدا نے پسند نہیں کیا کہ دشمنوں کی ہدایت اور بخشش کی طلب کے سوا کوئی جذبہ ان کے قلب مطہر میں پیدا ہو (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲۱) اے پیروانِ دعوت حق! جو ٹھوکر جنگ احد میں تمہیں لگی ہے | مسلمانو! سود کی کمائی سے اپنا پیٹ نہ بھرو جو

فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ؕ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ (ربع ۱۲۵) وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ

حالانکہ تم بڑی ہی گری ہوئی حالت میں تھے (اور تمہاری کامیابی کا کوئی وہم گمان بھی نہیں کرسکتا تھا) پس اللہ سے ڈرو (اور اس کی نافرمانی سے بچو) تاکہ تم میں اس کی نعمتوں کی قدر پہچاننا پیدا ہو جائے۔

(اے پیغمبر! وہ وقت بھی) یاد کرو جب تم (میدان جنگ میں) ایمان والوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ "کیا تمہارے لئے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ (دشمن کے تین ہزار آدمیوں کے مقابلہ میں) تین ہزار نازل کئے ہوئے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے"!

ہاں! بلاشبہ، اگر تم صبر کرو اور تقویٰ کی راہ اختیار کرو اور پھر ایسا ہو کہ دشمن اسی دم تم پر چڑھ آئے، تو تمہارا پروردگار (صرف تین ہزار فرشتوں ہی سے نہیں بلکہ) پانچ ہزار نشان رکھنے والے فرشتوں سے تمہاری مدد کریگا۔

اور یاد رکھو، یہ بات جو کہی گئی تو صرف اس لئے کہ تمہارے لئے (فتحمندی کی) خوشخبری ہو اور تمہارے دل اس کی وجہ سے مطمئن ہو جائیں۔ مدد و نصرت جو کچھ بھی ہے اللہ ہی کی طرف سے ہے اس کی طاقت سب پر غالب ہے اور وہ اپنے تمام کاموں میں حکمت رکھنے والا ہے۔

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ۱۳۴ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۗ

طور پر ان کا چھوڑنا لوگوں پر شاق گذرتا تھا۔ پس حکم الٰہی ہے کہ تمہارے دلوں کے تزکیہ کے لئے اسی بات میں سب سے بڑی آزمائش ہے سود در سود کی وجہ سے کتنی ہی رقم قرضداروں پر کیوں نہ چڑھ گئی ہو، لیکن اسے یک قلم چھوڑ دو۔

علاوہ بریں جنگ احد کی شکست کا اصلی سبب یہی تھا کہ نظم و اطاعت یعنی "ڈسپلن" کی روح پوری طرح پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ اب کسی ایسی بات پر زور دیا جائے جس کی فوری تعمیل میں اطاعت و فرمانبرداری کی پوری پوری آزمائش ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ آزمائش سود لینے کی ممانعت سے زیادہ اور کسی بات میں نہیں ہو سکتی۔ سود کی حرمت سے قرضخواہوں کو ایک ایسی بات چھوڑ دینی پڑی تھی جسے صدیوں سے اپنا جائز حق سمجھتے آتے تھے اور ان کی مال و دولت کی افزائش کا سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ فرمایا۔
"واطیعوا اللہ والرسول لعلکم تفلحون۔"
ضمناً متقی انسانوں کے اوصاف کا ذکر کیا:

(۱) خوش حالی ہو یا تنگدستی ہر حال میں خدا کا دیا ہوا مال (خدا کے لئے) مال خرچ کرتے ہیں۔
غصہ میں آکر بے قابو نہیں ہو جاتے۔
دوسرے لوگوں کے قصور بخش دیتے ہیں۔
(وہ نیک کردار ہیں، اور اللہ نیک کرداروں کو دوست رکھتا ہے۔

نیز وہ لوگ کہ جب کبھی ان سے کوئی سخت برائی کی بات ہو جاتی ہے یا اپنی جانوں کو (آلودہ معصیت ہو کر) مصیبت میں ڈال دیتے ہیں، تو فوراً اللہ کی یاد ان میں جاگ اٹھتی ہے (اور) اپنے ضمیر کی ملامت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ پس وہ خدا سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں اور جو کچھ ہو چکا ہے اس پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا
اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ
مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ ۱۳۳

اگر چاہتے ہو کہ اس سے عبرت پکڑو تو چاہئے کہ ان
[illegible] سے پاک و صاف ہو جاؤ، جو تمہارے دلوں
میں کمزوری کا [illegible] پیدا کرنے والی ہیں۔ [illegible] مال
و دولت کی [illegible] تب تک [illegible]
سے جان فروشی کی [illegible] نہیں ہو سکتی۔

پیغمبر صلعم نے ایک خاص گھاٹی پر جو نقشہ
جنگ میں بڑی اہمیت رکھتی تھی ایک جماعت متعین
کر دی تھی اور کہہ دیا تھا کہ اس جگہ سے نہ ہلیں لیکن
جب مسلمانوں کے [illegible] مقابلے دشمنوں کے پاؤں
اکھاڑ دیئے تو یہ جماعت (بجز دس آدمیوں کے) مال غنیمت
لوٹنے کی طلب میں بے تاب ہو گئی اور مورچہ چھوڑ کر لوٹ [illegible]
شروع [illegible] دشمنوں نے جب یہ حال دیکھا تو فوراً پلٹ پڑے
اور بے خبری میں حملہ کر دیا۔ یہی حادثہ ہے جس نے مسلمانوں
کی فتح شکست سے بدل دی۔

چونکہ مورچہ چھوڑنے والوں کی لغزش کا اصلی سبب
مال و دولت کی طمع تھی، اور مال و دولت کی طمع کا ایک
بڑا ذریعہ سود کا لین دین تھا اس لئے خصوصیت کے ساتھ
یہاں اس کا ذکر کیا گیا۔ سود در سود کی وجہ سے بڑی
بڑی رقمیں قرضداروں کے سر چڑھ گئی تھیں قدرتی

(قرض کی اصلی رقم سے کئی گنا بڑھ جاتی)
ہے اللہ سے ڈرو اور اس کی نافرمانی سے بچو،
تاکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

اور بچو اس آگ کے عذاب سے جو
منکروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ اور
اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ رحمت
الٰہی کے مستحق ہو جاؤ۔

اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف تیز گام
ہو جاؤ۔ نیز اس جنت کی طرف جس کے
پھیلاؤ کا یہ حال ہے کہ تمام آسمان اور زمین کی
چوڑائی ایک طرف اور [illegible] اس کا پھیلاؤ
ایک طرف اور جو متقی انسانوں کے لئے تیار
کی گئی ہے۔

وہ متقی انسان جن کے اوصاف یہ ہیں کہ
خوش حالی ہو یا تنگ دستی لیکن ہر حال میں

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ ۱۳۹ وَإِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ

کہ آئندہ کے لئے ہمت ہار بیٹھو۔ یہ جنگ کا میدان ہے کبھی ایک فریق جیتتا ہے کبھی دوسرے کی باری آتی ہے بدر میں تمہاری چوٹ ان پر لگی تھی اُحد میں ان کی تم پر لگ گئی لیکن حق و باطل کی کشمکش کی تاریخ میں ایک دو میدانوں کی ہار جیت کیا اہمیت رکھتی ہے؛ اصل چیز جو سوچنے کی ہے وہ تمہارے دلوں کی ایمانی قوت ہے اگر تمہارے اندر ایمان کی سچی روح موجود ہے تو پھر دنیا میں رفعت و سربلندی صرف تمہارے ہی لئے ہے۔ علاوہ بریں اگر یہ حادثہ اگرچہ بظاہر شکست ہے، لیکن یہ باطن چند در چند مصلحتیں اور حکمتیں رکھتا ہے از انجملہ یہ کہ کھرے کھوٹے کی آزمائش ہوگئی۔ اور جو منافق اور کچے دل کے آدمی اسلامی جماعت میں ملے ہوئے تھے ان کے چہرے بے نقاب ہوگئے اور از انجملہ یہ کہ لوگوں کو جنگ کے نازک اور فیصلہ کن معاملات کا ذاتی تجربہ ہوگیا۔ تجربہ اور مشاہدہ کے بعد ان کے قدم زیادہ محتاط ہوجائیں گے۔ سب سے

ایک بیان ہے) اور ان لوگوں کے لئے جو متقی ہیں ہدایت اور موعظت ہے! اور دیکھو، نہ تو ہمت ہارو، نہ غمگین ہو، تم ہی سب سے سربلند ہو۔ بشرطیکہ تم سچے مومن ہو۔

اگر تم نے (اُحد کی لڑائی میں) زخم کھایا ہے تو دشمنوں کو بھی ویسے ہی زخم (بدر میں) لگ چکے ہیں؛ (پھر تم اس حادثہ پر غمگین اور ملول کیوں ہو؟) یہ دراصل (ہار جیت کے) اوقات ہیں۔ جنہیں ہم انسانوں میں ادھر ادھر پھیرتے رہتے ہیں (کبھی ایک گروہ کے حق میں میدان جنگ کا فیصلہ ہوتا ہے کبھی دوسرے کے حق میں پس یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کی وجہ سے تم ہمت ہار بیٹھو) اور علاوہ بریں (یہ حادثہ مصلحتوں سے بھی خالی نہ تھا)

وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ ۱۳۷

اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔
(ب) غصے میں بے قابو نہیں ہو جاتے
(ج) لوگوں کے قصور بخش دیتے ہیں
(د) اگر گناہ میں پڑ جائیں تو فوراً متنبہ ہوتے اور اللہ کے حضور توبہ و استغفار کا سر جھکا دیتے ہیں۔

اور خدا کے سوا کون ہے جو گناہوں کا بخشنے والا ہو؟
بلاشبہ یہی لوگ ہیں کہ ان کے پروردگار کی طرف سے اُن کے لئے عفو و بخشش کا اجر ہے اور (نعیم ابدی کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اس لئے وہ کبھی خشک ہونے والے نہیں) وہ ہمیشہ انہی باغوں میں رہیں گے اور دیکھو کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔ جو کام کرنے والوں کے حصہ میں آئیگا۔
اور دیکھو، تم سے پہلے بھی دنیا میں (قوموں کے عروج و زوال کے) دستور اور قوانین رہ چکے ہیں (اور وہ تمہارے لئے معطل نہیں ہو جائیں گے) پس دنیا کی سیر کرو اور دیکھو کہ جو لوگ احکام حق کو جھٹلانے والے تھے اُن کا انجام کیا ہوا اور پاداش عمل میں کیسے نتائج پیش آئے،
یہ لوگوں (کی فہم و بصیرت) کے لئے

(۴) اور یاد رکھو یہ جو کچھ تمہیں پیش آرہا ہے تو صرف تمہارے ہی لئے نہیں ہو رہا ہے بلکہ ہمیشہ قانون الٰہی کی ایسی ہی کارفرمائیاں رہ چکی ہیں جو جماعت احکام حق پر عمل کرتی ہے کامیاب ہوتی ہے جو اعراض کرتی ہے تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔
"دنیا میں نکلو اور خدا کی زمین کی سیر کرو اس کے ہر گوشے میں تم دیکھو گے کہ برباد شدہ قوموں کے آثار اجڑی ہوئی آبادی کے کھنڈر اور سر بفلک محلوں کی گری ہوئی دیواریں زبان حال سے اپنا افسانۂ عبرت سنا رہی ہیں
(۵) اور تمہیں جنگ اُحد میں جو ٹھوکر لگی ہے تو چاہئے کہ اس سے عبرت پکڑو اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال کی نگہداشت کرو نہیں ہونا چاہئے کہ اس کی کوفت میں ایسے کھوئے جاؤ

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ ۱۴۳ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ

(ف) تمہیں آزمائش میں ڈال کر نمایاں کر دیا کون لوگ راہ حق میں پوری پوری مستقل ثابت ہوئے ہیں اور کتنے ہیں جو مشکلوں اور شدتوں میں ثابت قدم رہنے والے نہیں! اور دیکھو یہ واقعہ ہے کہ جب تک موت کا سامنا نہیں ہوا تھا تم راہ حق میں مرنے کی آرزوئیں کیا کرتے تھے (اور مصر تھے کہ مدینے سے باہر نکل کر دشمنوں کا مقابلہ کریں) لیکن پھر ایسا ہوا کہ موت تمہاری آنکھوں کے سامنے آگئی اور تم کھڑے تک رہے تھے!

(ف) اس اصل عظیم کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام کا معاملہ اور عقائد میں نہ کہ شخصیت و افراد کوئی شخصیت کتنی ہی بڑی ہو لیکن وہ اس سے سوا کچھ نہیں ہے کہ کسی اصل اور سچائی کی راہ دکھانے والی ہے لیکن اگر کبھی یہ شخصیت [illegible] موجود نہ رہے یا درمیان سے ہٹ جائے تو [illegible] اس سے منہ موڑ لیں یا دل سے فرض ہی کیوں کوتاہی کریں۔ سچائی کی وجہ سے شخصیت قبول کی جاتی ہے یہ بات نہیں ہے کہ شخصیت کی وجہ سے سچائی سچائی ہو گئی ہو۔

اور محمد اس کے سوا کیا ہیں کہ اللہ کے رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی اللہ کے رسول گزر چکے ہیں (جو اپنے اپنے وقتوں میں ظاہر ہوئے اور راہ حق کی دعوت دے کر دنیا سے چلے گئے) پھر اگر ایسا ہو کہ وہ وفات پا جائیں (اور بہرحال انہیں ایک دن وفات پانا ہے) یا (فرض کرو) کہ ایسا ہو کہ لڑائی میں قتل

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۞ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۞ ۱۴۲

بڑھ کر یہ کہ بعض مسلمانوں کے دلوں میں کمزوریاں پیدا ہو گئی تھیں وہ اس ٹھوکر کے لگنے سے دور ہو گئیں اور ان کا عزم و ایمان زیادہ مضبوط اور بے داغ ہو گیا

یہ اس لئے تھا، تاکہ اس بات کی آزمائش ہو جائے۔ کون سچا ایمان رکھنے والا ہے کون نہیں ہے اور اس لئے کہ تم میں سے ایک گروہ کو (ایام و وقائع کے نتیجوں اور عبرتوں کا) شاہد حال بنا دے (وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ احکام حق کی نافرمانی سے کیسے کچھ نتیجے پیش آ سکتے ہیں) اور اللہ ظلم کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

نیز اس حادثہ میں یہ مصلحت بھی تھی کہ جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں انہیں (اس حادثہ کے تجربہ و بصیرت کے ذریعے تمام کمزوریوں اور لغزشوں سے) پاک کر دے، اور جو منکرین حق ہیں انہیں (اہل ایمان کی مزید قوت و استعداد کے ذریعے) نیست و نابود کر دے!

(۱) صرف ایمان کا اقرار کر لینے سے ایمان کی برکتیں اور کامرانیاں حاصل نہیں ہو جائیں گی شرط کامیابی یہ ہے کہ آزمائش عمل میں ثابت قدمی دکھلاؤ

(مسلمانو) کیا تم سمجھتے ہو (محض ایمان کا دعوے کر کے) جنت میں داخل ہو جاؤ گے (اور ایمان و عمل کی آزمائشوں سے تمہیں گزرنا نہیں پڑے گا؟) حالانکہ ابھی تو وہ موقع پیش ہی نہیں آیا۔

وَكَأَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَھُمْ اِلَّآ ۱۴۶ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ

آخرت کے ثواب پر نظر رکھتا ہے اسے آخرت کا ثواب ملیگا۔ ہم (نعمت حق کے) شکر گزاروں کو ان کی نیک عمل کا اجر ضرور دیں گے۔

اور دیکھو کتنے ہی نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے باخدا لوگوں نے (راہ حق میں) جنگ کی لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان سختیوں کی وجہ سے جو انہیں خدا کی راہ میں پیش آئی ہوں بے ہمت ہو گئے ہوں اور نہ ایسا ہوا کہ کمزور پڑ گئے ہوں، یا ان کی عزت نفس نے یہ بات گوارا کر لی ہو کہ ظالموں کے سامنے عجز و بے چارگی کا اظہار کریں۔ (بے ہمتی کمزوری اور حریف کے سامنے اعتراف عجز وہ باتیں ہیں جن سے باخدا آدمی کا دل کبھی آشنا نہیں ہو سکتا) اور اللہ انہی لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ جو مشکلوں مصیبتوں میں ثابت قدم رہتے ہیں، اور (پھر سختیوں اور مصیبتوں کا کتنا ہی ہجوم کیوں نہ ہو) لیکن ان کی زبانوں سے اس کے سوا کچھ نہ نکلتا تھا کہ خدایا ہمارے گناہ بخش دے ہم سے ہمارے کام میں جو زیادتیاں ہو گئی ہوں، ان سے

(۱) سچا مومن وہ ہے جو شدتوں اور مختنوں میں نہ تو بے ہمت ہو نہ کمزور پڑے اور کسی حال میں بھی نالاں کے آگے عجز و بے چارگی کا اظہار گوارا کرے۔ قرآن کہتا ہے، وہن، ضعف اور استکانۃ للخصم اس میں نہیں ہو سکتی "وہن" یہ ہے کہ بے ہمت ہو کر بیٹھ رہے "ضعف" یہ ہے کہ میدان میں نکلے مگر کمزوری دکھلائے۔ "استکانۃ للخصم" یہ ہے کہ لاچار ہو کر حریف کے آگے گڑگڑانے لگے۔

عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ
اللّٰهَ شَـيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ
لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَ
۱۴۵ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝
عہ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا

ہو جائیں، تو کیا تم اُلٹے پاؤں راہِ حق سے پھر جاؤ گے (اور ان کے مرنے کے ساتھ ہی تمہاری حق پرستی بھی ختم ہو جائے گی؟) اور جو کوئی راہِ حق سے اُلٹے پاؤں پھر جائے گا، تو وہ (اپنا ہی نقصان کرے گا) خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ جو لوگ شکرگزار ہیں (یعنی نعمتِ حق کی قدر سمجھنے والے ہیں) وہ وقت دور نہیں کہ خدا انہیں ان کا اجر عطا فرمائے۔

اور یاد رکھو خدا کے حکم کے بغیر کوئی جان مر نہیں سکتی۔ ہر جان کے لئے ایک خاص وقت ٹھہرا دیا گیا ہے (پھر موت کے ڈر سے کیوں تمہارے قدم پیچھے ہٹیں؟)

جنگِ احد میں کسی مخالف نے یہ بات پکار دی تھی کہ پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) مارے گئے۔ یہ سن کر بہت سے مسلمانوں کے دل بیٹھ گئے۔ بعضوں نے کہا جب پیغمبر نہ رہے تو اب لڑنے سے فائدہ کیا؟ کچھ لوگ جو منافق تھے انہوں نے علانیہ کوسنا شروع کر دیا۔ اگر یہ نبی ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ جنگ میں مارے جاتے۔ یہاں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پیغمبرِ اسلام خدا کے پیغمبر ہیں اور ظاہر ہے کہ انہیں بھی ایک دن دنیا سے جانا ہے جس طرح تمام پچھلے رسول دنیا سے گذر چکے ہیں۔ پھر اگر وہ دنیا سے گذر گئے تو تم حق پرستی کی راہ سے پھر جاؤ گے اور تمہاری حق پرستی حق کے لئے نہیں بلکہ محض ایک خاص شخصیت کے لئے تھی؟ فرض کرو جنگِ احد والی بات سچ ہوتی تو پھر کیا ان کی موت کے ساتھ تمہاری خدا پرستی پر بھی موت طاری ہو جاتی؟ اگر تم حق کے لئے لڑ رہے تھے تو جس طرح وہ ان کی زندگی میں حق تھا اسی طرح ان کے بعد بھی حق ہے اور ہمیشہ حق رہے گا۔

اور جو کوئی دنیا کے فائدے پر نظر رکھتا ہے تو ہم اُسے دنیا میں سے دے دیں گے، جو کوئی

خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ ۱۵۱ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ

نزولِ قرآن کے وقت مسلمانوں کی جو جماعت پیدا ہو گئی تھی اس کے مقابلہ میں مشرکین عرب کا یہ حال تھا وہ تعداد میں بہت اور سرو سامان میں طاقتور تھے مگر ایمان و یقین کی روح سے محروم تھے مسلمان تعداد میں تھوڑے اور سرو سامان سے محروم تھے مگر ایمان و یقین کی روح سے معمور تھے نتیجہ یہ نکلا کہ قلت کی ہیبت سے کثرت کے دل کانپ اٹھے اور مٹھی بھر انسانوں نے عرب کی پوری آبادی کو شکست دیدی

(۱) منافق تمہیں جنگ احد کی شکست یاد دلا کر ڈرا رہے ہیں تاکہ آئندہ دشمنوں کے مقابلہ کی جرأت نہ کرو لیکن تم اچھی طرح جانتے ہو کہ احد کے میدان میں جو کچھ پیش آیا اس کی حقیقت کیا ہے خدا کا وعدۂ نصرت اس موقعہ پر بھی پورا ہوا تھا اور دشمنوں کے قدم اکھڑ گئے تھے لیکن جب تم نے عین عالم جنگ میں حکم رسول کی نافرمانی کی اور ایک گروہ مال غنیمت لوٹنے کی طمع میں مورچہ چھوڑ کر منتشر ہو گیا تو میدان جنگ کی ہوا پلٹ گئی اور فتح ہوتے ہوتے شکست ہو گئی پس یہ جو کچھ ہوا دشمنوں کی طاقت و کثرت سے نہیں ہوا جس سے منافق تمہیں ڈرا رہے ہیں بلکہ تمہاری نافرمانی اور بد نظمی سے ہوا اس کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ دشمنوں کی طاقت و کثرت سے مرعوب ہو بلکہ یہ ہونا چاہئے کہ اپنے اندر صبر و تقوی اور یکجہتی کی روح پیدا کرو۔

بہتر مددگار کون ہوسکتا ہے؟

وہ وقت دور نہیں کہ ہم منکرین حق کے دلوں میں تمہاری ہیبت بٹھا دینگے یہ اس لئے ہوگا کہ انہوں نے خدا کے ساتھ ان ہستیوں کو بھی (خدائی میں) شریک ٹھہرا لیا ہے۔ جن کے لئے اس نے کوئی سند نازل نہیں کی ان لوگوں کا (بالآخر) ٹھکانا دوزخ ہے، اور جو ظالم ہیں تو ان کا ٹھکانا کیا ہی برا ٹھکانا ہوا! اور دیکھو یہ واقعہ ہے کہ اللہ نے اپنا وعدۂ نصرت سچا کر دکھایا تھا جبکہ تم اس کے حکم سے دشمنوں کو بے دریغ تہ تیغ کر رہے تھے (اور ہر طرح جیت تمہاری تھی) لیکن جب ہم نے تمہیں فتحمندی کا دکھا دیا جو تمہیں اس قدر محبوب ہے تو تم نے کمزوری دکھائی اور جنگ کے بارے میں باہم دیگر جھگڑنے لگے

اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ
عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ ۱۴۹ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ

درگذر فرما، ہمارے قدم راہِ حق میں جما دے اور منکرینِ حق کے گروہ پر ہمیں
فتحمند کر! (جب ان کے ایمان و عمل کا یہ حال تھا) تو خدا نے بھی انہیں دونوں
جہان میں اجر عطا فرمایا، دنیا کا بھی ثواب دیا (کہ فتح و کامرانی ان کے حصے
میں آئی) اور آخرت کا بھی بہتر ثواب دیا (کہ نعیم ابدی کے مستحق ہوئے) اور اللہ
تو انہی لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو نیک کردار ہوتے ہیں۔

مسلمانو! اگر تم ان لوگوں کے کہنے میں
آ گئے جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے
(اور جو تمہیں دشمنوں کی کثرت اور
طاقت سے ڈراتے ہیں اور جنگ سے
باز رہنے کی نصیحتیں کرتے ہیں) تو یاد
رکھو، وہ تمہیں راہِ حق سے الٹے پاؤں
پھرا دیں گے اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ (سعادت
کی راہ چل کر پھر) تباہی و نامرادی میں جا
گرو گے (یہ دشمنانِ حق تمہارے کارساز و
رفیق نہیں ہو سکتے) تمہارا کارساز و رفیق
تو اللہ ہے، مدد کرنے والوں میں اس سے

(۱) اعدائے حق اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر تمہیں ایسی راہ لگانا
چاہتے ہیں کہ راہِ حق سے بے دل ہو جاؤ۔ وہ تمہیں دشمنوں کی
کثرت و طاقت کے افسانے سنا کر مرعوب کرنا چاہتے ہیں لیکن
اگر تم راہِ حق میں ثابت قدم رہے اور انسانی طاقتوں کی جگہ اللہ
کی کارسازی و رفاقت پر بھروسہ رکھا تو وہ وقت دور نہیں
جب تمہاری ہیبت سے ان کے دل کانپ اٹھیں گے۔

(۲) اس اصل عظیم کی طرف اشارہ کہ جن لوگوں کے سامنے
اعتقاد و ہدایت کی کوئی روشن و ثابت حقیقت نہیں ہوتی، اور
خدا کو چھوڑ کر اعتقاد و پرستش کے بہت سے ٹھکانے بنا لیتے ہیں۔
ان کے اندر عزم و یقین کی وہ روح نہیں ہو سکتی جو اہلِ حق و
ایمان کے لئے مخصوص ہے وہ جب کبھی ایسی جماعت کے مقابلے
میں نکلیں گے جو ایمان و یقین کی روح سے معمور ہو گی تو خواہ کتنی
ہی طاقت و شوکت رکھتے ہوں لیکن کبھی اسے مرعوب نہیں کر سکیں گے۔

يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ
مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ ۱۵۳
ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَىٰ
طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ

صورتحال کی کمزوری اثر نے انہیں گھبرا دیا تھا، وہ پیغمبر اسلام کی آواز سنتے ہی چونک اٹھے انہیں ایسا محسوس ہوا، جیسے اچانک ایک مدہوشی کی سی حالت طاری ہو گئی، اور اس مدہوشی میں سارا خوف و ہراس فراموش ہو گیا چنانچہ وہ فوراً پلٹے اور نہ صرف دشمنوں کو میدان جنگ سے بھگا ہی دیا بلکہ حمراء الاسد نامی مقام تک جو مدینے سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے ان کے تعاقب میں بڑھے چلے گئے لیکن جو لوگ دل کے کچے یا منافق تھے انہیں اپنی جانوں ہی کی فکر لگی رہی وہ کہتے تھے جو کچھ ہوا اس میں تمہارا کیا قصور ہے؟ اگر خدا فتح و نصرت دیتا تو ایسی حالت پیش ہی کیوں آتی؟ قرآن کہتا ہے، یہ عہد جاہلیت (یعنی عرب کے قبل از اسلام زمانے) کے سے خیالات ہیں اور ان دلوں میں نہیں گذر سکتے جو اسلام کی تعلیم سے روشن ہو چکے ہیں۔ بلاشبہ فتح و نصرت اللہ ہی کے ہاتھ ہے لیکن وہ فتح و نصرت انہی کو دیتا ہے جو صبر اور تقویٰ میں پکے ہوتے ہیں۔

بھی تمہیں رنج پر رنج دیا تاکہ (اس حادثے سے عبرت پکڑو، اور آئندہ) نہ تو اس چیز کے لئے غم کرو جو ہاتھ سے جاتی رہے، نہ اس مصیبت پر غمگین ہو جو سر پر آ پڑے۔ اور یاد رکھو، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھنے والا ہے۔

پھر (دیکھو) ایسا ہوا کہ اللہ نے (اس ابتری و پریشانی کے) غم و افسوس کے بعد، تم پر بے خوفی کی خود فراموشی طاری کر دی (یعنے یکایک تمہارے دل اس طرح مطمئن ہو گئے کہ خوف و ہراس کا احساس تک باقی نہ رہا) یہ حالت ایک گروہ پر چھا گئی تھی لیکن تم میں ایک دوسرا گروہ تھا جسے اس وقت بھی اپنی جانوں ہی کی پڑی تھی، اور اللہ کی جناب میں عہد جاہلیت کے سے ظنون و اوہام رکھتا تھا۔ اس گروہ کے لوگ کہتے تھے "جو کچھ ہوا اس میں ہمارے اختیار کی کیا بات تھی؟" (یعنی ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم کچھ کرتے)

فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَّا تُحِبُّونَ ۚ مِنْكُمْ مَّنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۖ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۞ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ ۱۵۲

(ایک گروہ نے کہا' اب موسچہ پر ٹھہرنے کی کیا ضرورت ہے؟ دوسرے نے کہا نہیں ہم تو آخر تک یہیں جمے رہیں گے) اور بالآخر اپنے سردار کے حکم سے کہ اللہ کا رسول تھا' نافرمانی کر بیٹھے۔

تم میں کچھ لوگ تو ایسے تھے جو دنیا کے خواہشمند تھے (یعنی مال غنیمت کے پیچھے پڑ گئے) کچھ ایسے تھے جن کی نظر آخرت پر تھی (یعنی مال غنیمت سے بے پروا ہو کر اپنی جگہ جمے رہے اور شہید ہوئے) پھر ہم نے تمہارا رخ دشمنوں کی طرف سے پھرا دیا تاکہ تمہیں (اس حادثے سے) آزمائیں (اور اس طرح تمہاری فتح شکست سے بدل گئی) بہرحال خدا نے تمہارا قصور معاف کر دیا' اور بلاشبہ وہ مومنوں کے لئے بڑا ہی فضل رکھنے والا ہے۔

وہ وقت بھی یاد کرو جب تم (میدان جنگ سے) بھاگے جا رہے تھے' اور (بدحواسی کا یہ حال تھا کہ) ایک دوسرے کی طرف مڑ کر دیکھتا تک نہ تھا اور اللہ کا رسول تھا کہ پیچھے سے پکار رہا تھا' سو جب تمہارا یہ حال ہوا' تو اللہ نے

(۲) جب مسلمانوں کی بڑی تعداد مضطرب ہو کر بھاگنے لگی تو پیغمبر اسلام صلعم' چند جاں نثاروں کے حلقہ میں کھڑے پکار رہے تھے: الیّ عباد اللہ۔ الیّ عباد اللہ! خدا کے بندو! میری طرف آؤ۔ تم کہاں بھاگے جا رہے ہو! ان آیات میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

جو لوگ ایمان و اخلاص میں پکے تھے اور بعض

وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۱۵۴﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

دلوں میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ تم میں سے
جن لوگوں نے اس دن لڑائی سے منہ
موڑ لیا تھا جس دن دونوں لشکر ایک
دوسرے کے مقابل ہوئے تھے تو ان کی اس
لغزش کا باعث صرف یہ تھا کہ بعض کمزوریوں
کی وجہ سے جو انہوں نے پیدا کر لی تھیں۔
شیطان نے ان کے قدم ڈگمگا دیئے
یہ بات نہ تھی کہ ان کے ایمان میں فتور آگیا
ہو بہرحال یہ واقعہ ہے کہ خدا نے ان کی یہ
لغزش معاف کر دی وہ یقیناً بخش دینے
والا اور انسان کی کمزوریوں کے لئے)
بہت بردبار ہے۔

احد کے حادثہ نے یہ مقصد پورا کر دیا۔
بدر کی فتح اور تائید الٰہی کی بشارتوں نے بہت سے
مسلمانوں میں ایک طرح کی بے پروائی اور غفلت پیدا کر دی تھی
وہ جد و جہد کی کاوشوں سے بے نیاز ہو گئے تھے اور سمجھنے
لگے تھے کہ ہم کوشش کریں یا نہ کریں ہر حال میں ہمارے لئے
فتح ہی فتح ہے۔ اس طرح کی خود پسندیاں اکثر فتحمندیوں
کے بعد پیدا ہو جایا کرتی ہیں لیکن یہ ایک خطرناک حالت
تھی اس کا نتیجہ غفلت و غرور تھا اور ضروری تھا کہ اس
کی نشو ونما روک دی جائے پس احد کے تجربے نے مسلمانوں
کو بتلا دیا کہ خدا کی تائید و نصرت کا وعدہ برحق ہے لیکن اس
کے ظہور کا بھی ایک قانون ہے۔ جس طرح اس کی تائید و نصرت کے بھی سنن و قوانین
ہیں اور وہ انہی کے مطابق نتائج بھی ظہور میں لاتے ہیں
جو جماعت کمزوریوں میں مبتلا ہو جائے گی صبر و ثبات
میں پوری نہیں اترے گی اطاعت و نظام میں کچی ہو گی وہ
کبھی خدا کی تائید و نصرت کی مستحق نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ پہلے بھی اس مصلحت کی طرف
اشارہ کیا تھا کہ ولیعلم اللہ الذین آمنوا ویتخذ منکم شہداء اور یہاں بھی فرمایا ولیبتلی اللہ ما
فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم یہ اس لئے ہوا کہ تمہارے دلوں میں جو کدورتیں پیدا ہو گئی تھیں
ان سے تمہیں پاک و صاف کر دیا جائے۔

(۱۴۴) سچا مومن وہ ہے جو موت سے نہیں ڈرتا اور کبھی اس ڈر سے قدم پیچھے نہیں ہٹاتا وہ کہتا ہے موت سے تو کسی
حال میں مفر نہیں پھر کیوں نہ اس موت کا استقبال کیا جائے جو حق کی راہ میں پیش آئے اور جس کا نتیجہ اللہ کی مغفرت اور
خوشنودی ہو۔

غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ

اے پیغمبر! تم ان لوگوں سے کہہ دو (اس معاملہ پر ہی کیا موقوف ہے) ساری باتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں (لیکن اللہ ہی نے ہر نتیجے کے لئے اس کے اسباب بھی مقرر کر دیئے ہیں) اصل یہ ہے کہ جو کچھ ان لوگوں کے دلوں میں ہے وہ تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ ان کے کہنے کا اصلی مطلب یہ ہے کہ اگر اس معاملہ میں ہمارے فتح و کامرانی میں سے کچھ ہوتا، تو میدان جنگ میں نہ مارے جاتے۔ اے پیغمبر! ان سے کہدو! اگر تم اپنے گھروں کے اندر بیٹھے ہوتے جب بھی جن کے لئے مارا جانا تھا، وہ گھر سے ضرور نکلتے اور اپنے مارے جانے کی جگہ پہنچ کر رہتے! اور (جنگ اُحد میں جو کچھ پیش آیا، تو اس میں طرح طرح کی مصلحتیں پوشیدہ تھیں۔ از انجملہ یہ کہ) اللہ کو منظور تھا جو کچھ تمہارے سینوں میں چھپا ہوا ہے اس کے لئے تمہیں آزمائش میں ڈالے اور جو کدورتیں تمہارے دلوں میں پیدا ہو گئی تھیں انہیں پاک و صاف کر دے اور اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو انسان کے

(۲) جس طرح جنگ بدر کی فتحمندی سے مسلمانوں کی تربیت مدنظر تھی اسی طرح جنگ اُحد کی عارضی شکست میں بھی تربیت کا پہلو پوشیدہ تھا۔ ایک دوڑنے والے کی مشق کے لئے صرف یہی کافی نہیں ہوتا کہ بے روک دوڑتا چلا جائے بلکہ اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ ایک دو مرتبہ گر گر کے اور سنبھلنے کا سبق بھی سیکھ لے۔ بدر کی فتحمندی نے استعداد و سعی کی برکتیں دکھلا دی تھیں ضرورت تھی کہ اب کمزوری و تغافل کے نتائج کا بھی تجربہ ہو جائے چنانچہ

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِ۟لَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ ۵.

اور یاد رکھو خواہ تم اپنی موت مرو یا مارے جاؤ، ہر حال میں جو بات ہے کہ اللہ کے حضور جمع کئے جاؤ گے۔

(اے پیغمبر) یہ خدا کی بڑی ہی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے اس قدر نرم دل واقع ہوئے۔ اگر تم سخت مزاج اور سنگدل ہوتے تو لوگ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ (ان کے دل تمہاری طرف اس طرح نہ کھنچتے جس طرح اب کھنچتے ہیں) پس ان لوگوں کا قصور معاف کر دو اور اللہ سے بھی ان کے لئے بخشش طلب کرو۔ نیز اس طرح کے معاملات میں (یعنی امن و جنگ کے معاملات میں) ان سے مشورہ کر لیا کرو۔

پھر جب ایسا ہو کہ تم نے کسی بات کا عزم کر لیا تو چاہئے کہ خدا پر بھروسہ کرو (اور جو کچھ ٹھان لیا ہے اس پر کاربند ہو جاؤ) یقیناً اللہ انہی لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس پر بھروسہ کرنے والے ہیں۔

(ب) جنگ احد میں ایک گروہ کی لغزش بڑی ہی سخت لغزش تھی تاہم تمہاری شفقت کا مقتضیٰ یہی ہے کہ عفو و درگذر سے کام لو۔

(ج) تمہارا طریق کار یہ ہونا چاہئے کہ صلح و جنگ کا کوئی معاملہ بغیر مشورے کے انجام نہ پائے۔

(د) اس بارے میں دستور العمل یہ ہے کہ پہلے جماعت سے مشورہ کرو پھر مشورہ کے بعد کوئی ایک بات ٹھان لو اور جب ایک بات ٹھان لی تو اس پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ۔ مشورہ کے لئے محل اور وقت میں ضروری ہے۔ عزم اپنے محل اور وقت میں۔ جب تک مشورہ نہیں کیا ہے فیصلہ و عزم کا سوال نہیں تھا لیکن جب مشورے سے بعد عزم کر لیا گیا تو وہ عزم ہے اور کوئی رائے اور کوئی نکتہ چینی کوئی مخالفت اسے متزلزل نہیں کر سکتی۔ امام کیلئے ضروری ہے کہ جماعت سے مشورہ کرے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ صاحب عزم ہو۔

حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ ۱۵۷

مسلمانو! دیکھو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے اور جن کا شیوہ یہ ہے کہ اگر ان کے بھائی بند سفر میں گئے ہوں یا لڑائی میں مشغول ہو گئے ہوں اور انہیں موت پیش آجائے تو کہنے لگتے ہیں "اگر یہ لوگ گھر سے نہ نکلے اور ہمارے پاس ٹھہرے رہتے تو کاہے کو مرتے یا مارے جاتے"، حالانکہ ایک خدا پرست کے دل میں کبھی ایسے خطرات نہیں گزر سکتے۔

لیکن جن لوگوں کے دل ایمان سے محروم ہیں وہ جب دیکھتے ہیں کہ راہ حق میں لوگوں کو موت پیش آگئی، تو کہتے ہیں اگر ان لوگوں نے یہ راہ اختیار نہ کی ہوتی تو کیوں اس نتیجہ سے دوچار ہوتے؛ گویا موت صرف جنگ میں ہی آسکتی ہے جو آدمی اپنے گھر میں بیٹھا رہیگا وہ کبھی مرنیوالا نہیں۔

(۵) اس سلسلہ میں پیغمبر اسلام صلعم سے خطاب موعظت اور منصب امامت کی بعض اصولی ہدایات

(۱) یہ اللہ کی بڑی ہی رحمت ہے کہ تمہارے دل میں نرمی اور مزاج میں سرتاسر شفقت ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگوں کے دل تمہاری طرف بے اختیار نہ کھنچتے جس طرح اب کھنچ رہے ہیں۔

اور یہ بات جو تمہیں کہی گئی تو اس لئے کہی گئی، تاکہ اللہ اس بات کو یعنی تمہارے دونکی جو تم میں اور ایمان کی مضبوطی کو) منکرین حق کے دلوں کے لئے داغ حسرت بنا دے (کہ کسی حال میں بھی تمہیں کمزور اور بے ہمت نہ کر سکیں) یاد رکھو اللہ ہی کے ہاتھ موت اور زندگی کا سررشتہ ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اس کی نگاہ سے چھپا نہیں۔ اور دیکھو اگر تم اللہ کی راہ میں قتل ہوگئے یا اپنی موت مر گئے تو اللہ کی طرف سے جو رحمت و بخشش تمہارے حصہ میں آئیگی یقیناً وہ ان چیزوں سے بہتر ہے جنکی لوبھی لوگ جمع کیا کرتے ہیں۔

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ
وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ ۱۶۳
لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ

(۱۶۱) جنگ اُحد کا معاملہ منافقوں کے لئے جو بعض اوقات کے ساتھ ساتھ چلے زندگی بسر کرتے تھے ایک فیصلہ کن آزمائش تھی اس موقع پر ان کا نفاق پوری طرح کھل گیا۔ جنگ سے ابتدائی مشورت سے جنگ کے بعد تک کوئی موقع ایسا نہیں آیا کہ فتنہ پردازی سے باز رہے ہوں۔ جب مشورت دینے سے یہ بات قرار پائی کہ شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کرنا چاہئے تو لوگوں کو بہکانے لگے کہ باہر نکلنے اور موت کے منہ میں جانا ہے۔ جب ان سے کہا گیا کہ اچھا شہر ہی کی حفاظت کرو تو طرح طرح کے حیلے بہانے کرنے لگتے تھے ہمیں امید نہیں کہ لڑائی کی نوبت آئے، اگر امید ہوتی تو ضرور تیاری کرتے۔ پھر جب لوگوں کی کمزوری و نافرمانی سے فتح ہوتے ہوتے شکست ہو گئی تو انہیں فتنہ و شرارت کا نیا موقع ہاتھ آ گیا۔ کبھی کہتے یہ سب کچھ اسی لئے ہوا کہ ہماری بات نہیں مانی گئی۔ کبھی کہتے روز روز کی لڑائیوں سے کیا فائدہ، نجات اسی میں ہے کہ دشمنوں کو راضی کر لیا جائے۔ مقصود یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے دلوں میں مایوسی اور ہراس پیدا کر دیں اور ان کی کوئی بات بھی ٹھیک طور پر نہ بن سکے۔ اُحد کے میدان سے جاتے ہوئے دشمن کہہ گئے تھے کہ آئندہ سال پھر آئیں گے اور آخری فیصلہ

کیا ایسا آدمی جس نے اللہ کی خوشنودی کی راہ اختیار کی ہے اور جو کام کرتا ہے اللہ کا پسندیدہ کام ہوتا ہے، اُس آدمی کی طرح ہو سکتا ہے جس نے اپنی بدعملیوں سے اللہ کا غضب مول لیا اور جس کا ٹھکانا جہنم جیسا بُرا ٹھکانا ہوا؟ نہیں، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے نزدیک لوگوں کے الگ الگ درجے ہیں اور جیسے کچھ ان کے اعمال ہیں وہ انہیں دیکھ رہا ہے۔ بلاشبہ یہ اللہ کا مومنوں پر بڑا ہی احسان تھا کہ اس نے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہی میں سے ہے۔ وہ اللہ کی آیتیں سناتا ہے ہر طرح کی برائیوں سے انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے (اس نے ہدایت کی راہ ان پر کھول دی)

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ ۚ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ ۱۶۱

(۱۹) مسلمانوں کی جماعت سے خطاب ہے جب پیغمبر اسلام کا طریق کار یہ ہے کہ ہر معاملے میں تم سے مشورہ لیا کریں۔ تو تمہارا فرض یہ ہونا چاہئے کہ ان کے تمام احکام و اوامر کی بے چون و چرا اطاعت کرو۔ وہ اللہ کے نبی ہیں، اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ کا نبی خلق اللہ کی امامت و پیشوائی کے فرائض میں کسی طرح کی خیانت کرے۔

اس حقیقت کی طرف اشارہ کہ دنیا میں جیسے انسان کی زندگی چھوٹے انسان سے اپنی ہر بات میں اس درجہ مختلف ہوتی ہے کہ ممکن نہیں کسی طرح کا دھوکہ ہو سکے۔ ایک ریاکار آدمی عبادت کے لمحے آپ کو کتنا ہی نیک ظاہر کرے لیکن عادات چھپ نہیں سکتے کوئی نہ کوئی بات ایسی ظاہر کر بیٹھے گا کہ اصلیت آشکارا ہو جائے گی۔

تلاوت آیات، تزکیہ قلوب اور تعلیم کتاب و حکمت جس وجود گرامی کے اعمال ہیں کیونکر ممکن ہے کہ اس کی امامت میں کسی طرح کی خیانت کا اس سے ارتکاب ہو؟

مسلمانو! اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی نہیں جو تم پر غالب آسکے۔ لیکن اگر وہی تمہیں چھوڑ بیٹھے۔ تو بتلاؤ کون ہے جو اس کے چھوڑ دینے کے بعد تمہارا مددگار ہو سکتا ہے؟ یقین کرو، صرف اللہ ہی کی ذات ہے، پس جو مومن ہیں وہ اسی پر بھروسہ رکھیں۔

(۱) اور دیکھو خدا کے نبی سے یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی کہ وہ (فرض نبوت ادا کرنے میں) کسی طرح کی خیانت کرے (کیونکہ جو نبی ہوگا وہ خائن نہیں ہو سکتا) اور جو کوئی خیانت کرتا ہے، تو جو کچھ اس نے خیانت کی ہے وہ (دنیا میں لوگوں کی نظر سے کتنا ہی چھپائے لیکن) قیامت کے دن نہیں چھپا سکے گا۔ وہ اس کے ساتھ آئے گی۔ پھر ہر جان کو اس کی کمائی کے مطابق پورا پورا بدلہ ملنا ہے۔ یہ نہ ہوگا کہ کسی کے ساتھ بھی بے انصافی کی جائے۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾

ہے وہ کوئی مخصوص صورت حال نہیں ہے اگر غور کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ جماعت کی کمزوری اور مذبذب افراد ہمیشہ ایسی صورت حال پیدا کر دیا کرتے ہیں؛

جس نفاق والے لوگوں میں (چنانچہ اور منافقوں کا نفاق اس موقعہ پر پوری طرح کھل گیا) جب ان سے کہا گیا کہ آؤ (وقت کا فرض انجام دو) یا تو اللہ کی راہ میں (باہر نکل کے) جنگ کرو یا (شہر ہی میں رہ کر) دشمنوں کا حملہ روکو، تو کہنے لگے، اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ لڑائی ضرور ہوگی تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیتے۔ یقین کرو جس وقت انہوں نے یہ بات کہی تو وہ کفر سے زیادہ نزدیک تھے بمقابلہ ایمان کے؛

یہ لوگ زبان سے ایسی بات کہتے ہیں۔ جو فی الحقیقت ان کے دلوں میں نہیں ہے اور جو کچھ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں خدا اس سے بے خبر نہیں۔

جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ خود تو (جنگ کے وقت) اپنے گھروں میں بیٹھ رہے لیکن اب اپنے بھائیوں کے حق میں کہتے ہیں" اگر ہماری بات پر چلے ہوتے تو کبھی نہ مارے جاتے۔ اے پیغمبر! تم کہہ دو۔ اچھا اگر تم واقعی (اپنے خیال میں) سچے ہو تو جب موت تمہارے سرہانے آکھڑی ہو تو اسے ٹال دینا (اور اپنی چترائی اور پیش بینی سے ہمیشہ زندہ رہنا)

نصف

وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ۝ أَوَلَمَّآ أَصَٰبَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمَآ أَصَٰبَكُمْ يَوْمَ ٱلْتَقَى ٱلْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ ٱللَّهِ وَلِيَعْلَمَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۝

حالانکہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ جب (جنگ احد میں) تم پر مصیبت پڑی اور یہ مصیبت ایسی تھی کہ اس سے دوگنی مصیبت تمہارے ہاتھوں (بدر میں) دشمنوں پر پڑ چکی ہے، تو تم بول اٹھے "یہ مصیبت ہم پر کہاں سے آپڑی؟" اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہہ دو (کہاں سے مصیبت تو نہیں آپڑی مگر) خود تمہارے ہی ہاتھوں آئی (اگر تم کمزوری نہ دکھلاتے اور احکام حق کی اطاعت کرتے تو کبھی یہ مصیبت پیش نہ آتی) یاد رکھو! اللہ کی قدرت سے کوئی بات باہر نہیں ہے!
اور دیکھو! دو گروہوں کے مقابلے کے دن تمہیں جو کچھ پیش آیا (یعنی جنگ احد میں جو کچھ پیش آیا) تو اللہ ہی کے حکم سے پیش آیا کیونکہ اس نے فتح و شکست کا قانون ایسا ہی ٹھہرا دیا ہے اور اس لیے پیش آیا تاکہ ظاہر ہو جائے ایمان رکھنے والے کون

فیصلہ کر کے جائیں گے۔ دوسرے سال جب وہ وقت آیا تو مسلمان تیار ہو کر باہر نکلے لیکن دشمنوں کا کوئی پتہ نہ تھا۔ انہیں مکہ سے نکلنے کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ مسلمان چند دن انتظار کر کے خوش دلی اور کامیابی سے واپس آ گئے لیکن اس موقع پر بھی منافقوں نے دشمنوں سے مل کر ہر طرح کی شرارتیں کیں۔ دشمن چاہتے تھے کہ زمانے کی ذلت ان کے حصے میں نہ آئے مسلمانوں کے حصے میں آئے اور یہ جبھی ہو سکتا تھا کہ مسلمان جنگ کے لیے آمادہ نہ ہوں۔ چنانچہ مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے کے لیے مخبر بھیجے گئے۔ بہت سی جھوٹی افواہیں مشہور کر دی گئیں۔ منافق انہیں پھیلاتے اور مسلمانوں کو سرگرمی سے باز رکھنا چاہتے۔ یہاں ان تمام باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور منافقوں کو آخری مہلت دی گئی ہے کہ اپنی منافقانہ روش سے باز آجائیں ورنہ وقت آ گیا ہے کہ اللہ ان کے چہروں پر سے نفاق کا پردہ اٹھا دے گا۔

ان آیات میں منافقوں کی جو نفسیاتی حالت دکھائی گئی

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ۖ وَّقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ فَانقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَلَا يَحْزُنكَ ۱۷۵

یہ وہ لوگ ہیں جن سے بعض آدمی کہتے تھے: تم سے جنگ کرنے کے لیے دشمنوں نے بہت بڑا گروہ اکٹھا کر لیا ہے پس چاہیے کہ ان سے ڈرتے رہو" (اور مقابلے کے لیے باہر نہ نکلو) لیکن (بجائے اس کے کہ یہ بات سن کر وہ ڈر جاتے) ان کا ایمان اور زیادہ مضبوط ہوگیا۔ وہ (بے خوف و خطر ہو کر) بول اٹھے "ہمارے لیے اللہ کا سہارا کافی ہے اور جس کا کارساز اللہ ہو تو کیا ہی اچھا اس کا کارساز ہے!"

پھر ایسا ہوا کہ یہ لوگ بے خوف نکلے اور اللہ کی نعمت اور فضل سے شاد کام واپس آگئے۔ کوئی گزند انہیں نہ چھو سکا۔ وہ اللہ کی خوشنودیوں کی راہ میں گامزن ہوئے (یہ اللہ کا فضل تھا) اور وہ بڑا فضل رکھنے والا ہے۔

(اور یہ جو دشمنوں کا بھیجا ہوا ایک مخبر تمہیں بہکانا چاہتا تھا تو) یہ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ شیطان تھا جو تمہیں اپنے ساتھیوں سے ڈرانا چاہتا ہے۔ اگر تم ایمان رکھنے والے ہو تو شیطان کے ساتھیوں سے نہ ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔

(اے پیغمبر!) جو لوگ کفر کی راہ میں دوڑ رہے ہیں، ان کی یہ حالت دیکھ کر تم آزردہ خاطر نہ ہونا۔ یقین رکھو، وہ

(۱۸) حکمت الٰہی نے دنیا کا کارخانہ کچھ اس طرح چلایا ہے کہ یہاں نیکی اور بدی، حق اور باطل، عدالت اور ظلم دونوں کو مہلت ملتی ہے اور خدا کا قانون رحمت یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ مہلت اور ڈھیل دے۔ پس اس بات سے

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۘ وقف لازم يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ ع اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ ۱۷۲

اور (اے پیغمبر!) جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں ان کی نسبت ایسا خیال نہ کرنا کہ وہ مر گئے ہیں نہیں وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے حضور اپنی روزی پا رہے ہیں۔ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے جو کچھ انہیں عطا فرمایا ہے، اس سے خوش حال ہیں، اور جو لوگ ان کے پیچھے (دنیا میں) رہ گئے ہیں اور ابھی ان سے ملے نہیں ان کے لئے خوش ہو رہے ہیں کہ نہ تو ان کے لئے کسی طرح کا کھٹکا ہوگا نہ کسی طرح کی غمگینی!

وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے عطیوں سے مسرور ہیں۔ نیز اس بات سے کہ انہوں نے دیکھ لیا، اللہ ایمان رکھنے والوں کا اجر کبھی اکارت نہیں کرتا۔

جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی پکار کا جواب دیا اور جنگ کے لئے طیار ہو گئے، باوجودیکہ (ایک برس پہلے جنگ اُحد کا) زخم کھا چکے تھے سو یاد رکھو، ان میں جو لوگ نیک کردار اور متقی ہیں۔ یقیناً ان کے لئے (اللہ کے حضور) بہت بڑا اجر ہے!

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ ۱۷۹

حالت میں چھوڑ رکھے جس حالت میں تم آج کل اپنے آپ کو پا رہے ہو (کہ منافق اور مومن دونوں ملے جلے زندگی بسر کر رہے ہیں) وہ ضرور ایسا کرے گا، پاک کو ناپاک سے الگ کردے (اور منافق مومنوں سے الگ پہچان لئے جائیں) اور خدا کے کاموں کا یہ ڈھنگ بھی نہیں کہ وہ (اس بارے میں) تمہیں غیب کی خبریں دیدے (یعنی جن لوگوں کے دلوں میں نفاق پوشیدہ ہے ان کے نام ظاہر کردے) لیکن ہاں وہ اپنے رسولوں میں سے جس کسی کو چاہتا ہے اس بات کے لئے چن لیتا ہے (اور انہیں جو کچھ بتلانا ہوتا ہے بتا دیتا ہے، سو اس بارے میں بھی وہ جو کچھ چاہے گا اپنے رسول کو بتا دے گا) پس (اے گروہ منافقین! اب تمہارے لئے اصلاح حال کی آخری مہلت ہے) چاہئے کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر (سچے دل سے) ایمان لے آؤ۔ اگر تم (اب بھی) ایمان لے آئے اور برائیوں سے بچے تو یقین کرو تمہارے لئے اجر عظیم ہے۔

جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے مقدور دیا ہے اور وہ مال خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں تو وہ یہ نہ سمجھیں کہ

(۱۸۰) منافقوں پر جنہوں نے مصلحت وقت دیکھ کر دعوت اسلام کا ساتھ دیا تھا، راہ حق میں مال و دولت کا خرچ کرنا بہت شاق گزرتا تھا۔ وہ خود بھی بخل کرتے تھے اور دوسروں کو بھی بخل کی تلقین کرتے تھے۔ یہاں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سلسلہ بیان کا وہ حصہ جو جنگ احد کے ذکر سے شروع ہوا تھا یہاں ختم ہو گیا ہے اور وہی بیان پھر چھڑ جاتا ہے جو اس ذکر سے پہلے تھا یعنی اہل کتاب سے مخاطبہ اور دعوت حق کی فتح مندی کا اعلان۔ چونکہ احد کے بیان میں منافقوں کا ذکر چھڑ گیا تھا اور منافقوں کا گروہ زیادہ تر یہودیوں کا گروہ تھا اس لئے سلسلہ بیان خود بخود اہل کتاب کی طرف مڑ گیا تھا۔ ہر دعوت کے ابتدائی عہد کی طرح اسلام کا ابتدائی عہد بھی تنگی و سختی کا

الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ ۱۷۸

خدا کے کاموں کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے (البتہ اپنے ہاتھوں خود اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں) خدا چاہتا ہے کہ ان کے لیے آخرت کی بخششوں اور نعمتوں میں کوئی حصہ نہ رکھے (کیونکہ اس کا قانون سعادت و شقاوت ایسا ہی ہے) اور بالآخر ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ جن لوگوں نے ایمان (کی پونجی) بیچ کر کفر کا سودا چکایا ہے تو وہ خدا کے کاموں کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ان کے لئے (پاداش عمل میں) دردناک عذاب تیار ہے۔ اور یہ جو ہم ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے زندگی اور سروسامان زندگی کی مہلت دے کر ڈھیل دے رہے ہیں تو وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ڈھیل ان کے حق میں بہتری ہے۔ نہیں ہم انہیں ڈھیل دے رہے ہیں کہ اگر بدعملیوں سے باز آنے والے نہیں تو (اپنے گناہ میں اور زیادہ رچ لیدہ) ہو جائیں اور بالآخر ان کیلئے رسواکن عذاب ہے۔

ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایمان والوں کو آپ

(دھوکا نہیں کھانا چاہیے یہ بات دیکھنی چاہیے کہ آخر کی کامیابی کس کے حصے میں آتی ہے۔ عمل حق کے لئے بالآخر بقا ہے اور عمل باطل کیلئے بالآخر نیست و نابود ہو جانا)

(۱) منافقوں کو بہت مہلت دی جا چکی ہے اب وقت آگیا ہے کہ اللہ سچے مومنوں میں اور ان میں امتیاز کردے۔ باقی رہی یہ بات کہ اللہ اپنے کلام میں کیوں نام بنام منافقوں کا ذکر نہیں کر دیتا تو یہ اس کی سنت کے خلاف ہے بلکہ سنت اس جگہ یہی ہے کہ جو شخص اپنے نفاق سے باز نہیں آئیگا خود اس کا نفاق ہی اس کی بروقت تشہیر کر دے گا۔

لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ۸۳

جو لوگ کہتے ہیں "اللہ ہم سے عہد لے چکا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں۔ جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کھا لیتی ہو" تو تم ان سے کہہ دو (اگر تمہارے صدق و قبول کی کسوٹی یہی ہے تو بتاؤ) مجھ سے پہلے اللہ کے کتنے ہی رسول سچائی کی روشن دلیلوں کے ساتھ تمہارے پاس آئے اور اس بات کے ساتھ آئے جس کیلئے تم کہہ رہے ہو (یعنی سوختنی قربانی کے حکم کے ساتھ) پھر اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو کیوں تم نے انہیں قبول نہیں کیا اور کیوں ایمان لانے کی جگہ انہیں قتل کرتے رہے؟

خدا نے ان کا قول یہاں نقل کیا ہے اور چونکہ منافقوں میں زیادہ تر وہی لوگ تھے جو یہودیت چھوڑ کر مسلمان ہوئے تھے اور یہودیت ان کے دلوں میں بسی ہوئی تھی اس لئے ایک ایسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو یہودی گمراہی کی سب سے بڑی شقاوت رہ چکی ہے یعنی "وقتلهم الانبياء بغير حق" خدا کے نبیوں سے ان کا سرکشی کرنا اور ان کے قتل میں بیباک ہو جانا۔

مدینہ کے علماء یہود جب دعوت اسلام کے خلاف تمام دلیلوں سے ہار چکے تو آخر ڈھونڈ ڈھونڈ کر یہ بات نکالی کہ ہمیں تورات میں سوختنی قربانی کا حکم دیا گیا ہے اس لئے ہم اسی نبی کو سچا مانیں گے جو سوختنی قربانی کے عمل کے ساتھ آیا ہو۔ سوختنی قربانی سے مقصود یہ ہے کہ یہودی جانوروں کی قربانی کر کے ان کا گوشت آگ میں جلا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ تورات کی تیسری کتاب احبار کی پہلی فصل میں اس طریقہ کی تفصیل بیان کیا گیا ہے۔ قرآن ان کا یہ اعتراض نقل کر کے کہتا ہے اگر تمہاری قبولیت کا دارومدار اسی بات پر ہے تو بتاؤ تم نے ان نبیوں کو کیوں قتل کیا جو بقول تمہارے سوختنی قربانی کے حکم کے ساتھ آئے تھے۔

پیروان دعوت حق سے خطاب کہ تم نے قیام حق کی عظیم خدمت اپنے سر لی ہے تو ضروری ہے کہ اس راہ کی تمام آزمائشوں سے بھی گزرنا پڑے۔ اہل کتاب اور مشرکین عرب دونوں تمہاری مخالفت میں کمربستہ ہو گئے ہیں وہ طرح طرح کی اذیتیں تمہیں پہنچائیں گے اور تمہیں برداشت کرنا پڑیں گی تمہاری کامیابی کے لئے اصلی چیز صبر اور تقویٰ ہے۔ اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ کا سررشتہ ہاتھ سے نہ دیا تو یقین کرو بالآخر فتحمندی تمہارے ہی لئے ہے۔ اللہ نے اہل کتاب کو جو کہ اپنی کتاب کا حامل بنایا تھا اور ان سے عہد لیا تھا کہ اس کے احکام کی تعلیم و تلقین اپنا فرض سمجھیں گے لیکن وہ طرح طرح کی گمراہیوں میں مبتلا

بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ
سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ع
فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ
وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ۱۸۱ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

ایسا کرنا ان کے لئے کوئی بھلائی کی بات ہے، نہیں وہ تو ان کے لئے بڑی ہی برائی ہے قریب ہے کہ قیامت کے دن یہ مال ومتاع جس کو چھوڑنے کے لئے وہ بخل کر رہے ہیں۔ ان کے گلوں میں (عذاب کا) طوق بنا کر پہنا دیا جائے، اور (یاد رکھو) آسمان وزمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کی میراث ہے، اور تم جو کچھ کرتے ہو اس کے علم سے مخفی نہیں، بلا شبہ اللہ نے ان لوگوں کا کہنا سن لیا ہے جنہوں نے یہ بات کہی کہ "اللہ محتاج ہے اور ہم مستغنی ہیں" (کہ بار بار اس کے نام پر ہم سے مال طلب کیا جاتا ہے) سو قریب ہے کہ جو بات انہوں نے کہی ہے، ہم ان کے لئے لکھ دیں یعنی یہ انفاق فی سبیل اللہ کی دعوت کی ہنسی اڑاتے ہیں اور خدا کو محتاج کہتے ہیں تو قریب ہے اس کی پاداش میں یہ خود محتاج اور تباہ حال ہو جائیں) ان کا نبیوں کو ناحق قتل کرنا (کہ ان کے نامہ اعمال کی سب سے بڑی شقاوت ہے) اور (اس وقت جب اس شقاوت کا نتیجہ پیش آئیگا تو) ہم کہیں گے اب (پاداش عمل میں) عذاب جہنم کا مزا چکھو۔ تم جو کچھ اپنے ہاتھوں اپنے لئے مہیا کر چکے ہو یہ اسی کا نتیجہ ہے ورنہ اللہ کیلئے تو یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی کہ اپنے بندوں کے لئے ظلم کرنے والا ہو۔

عہد تھا اور خدمت خلق کے لئے مال کی ضرورت برابر پیش آتی رہتی تھی منافقوں پر یہ بات شاق گزرتی جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے وہ کہتے یہ جا بجا بار خدا کے نام پر مال طلب کیا جا رہا ہے تو کیا خدا محتاج ہو گیا ہے اور ہمارے پاس ذخیرے بھرے پڑے ہیں کہ برابر نثار کیے جا رہے ہیں۔

أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ۝ ۱۸۷ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ

اور (دیکھو) جب ایسا ہوا تھا کہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے، ان سے خدا نے اس بات کا عہد لیا تھا کہ (جو کچھ اس کتاب میں ہے) اسے لوگوں پر واضح کرتے رہنا اور ایسا نہ کرنا کہ (تبلیغ اور اعلان کرنے کی جگہ) چھپانے لگو، لیکن انہوں نے (یہ عہد یوں پورا کیا کہ) کتاب اللہ پیٹھ پیچھے ڈال دی اور اسے تھوڑے داموں پر فروخت کر ڈالا (یعنی دنیا کے حقیر فائدوں کے لئے حق فروشی کرنے لگے) پس کیا ہی برا وہ دام ہے جو (حق فروشی کے بدلے) حاصل کیا گیا۔

(اے پیغمبر!) جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہو رہے ہیں اور چاہتے ہیں (ان کاموں کے لئے سراہے جائیں جو انہوں نے کبھی نہیں کئے۔ تو تم ہرگز ایسا نہ سمجھنا کہ وہ (ڈرنے والے) عذاب سے بچے رہیں گے، نہیں، یقیناً ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ (اور دیکھو) آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کے لئے ہے اور اس کی قدرت کے احاطہ سے کوئی بات باہر نہیں۔

آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کے زیر فرمان ہے پس اگر وہ تمہیں کامرانی و سربلندی عطا فرمانا چاہے تو تمہاری راہ کون روک سکتا ہے؟ لیکن شرط کامیابی یہ ہے کہ راہ حق میں استوار ہو۔ حق کی معرفت و استقامت کا سرچشمہ اللہ کا ذکر اور کائنات خلقت میں تفکر ہے۔ ذکر سے مقصود یہ ہے کہ اللہ کی یاد سے تمہارا دل خالی نہ رہے۔ فکر سے مقصود یہ ہے کہ آسمان و زمین کی

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ
وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ
أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ
فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝ ۱۸۵ لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَ
أَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ

ہو گئے، وعہد الٰہی فراموش کر دیا۔ بایں ہمہ انہیں اب تک اہل کتاب ہونے کا گھمنڈ ہے وہ چاہتے ہیں دنیا اس بات کے لئے سراہے جو نہ تو انہوں نے کی ہے اور نہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ غرضیکہ دعوت قرآن کہ موعظت یہ اہل کتاب کی محرومی و شقاوت کا بڑا سبب یہی گمراہی ہے لیس ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی میں مبتلا ہو جاؤ۔

(اے پیغمبر!) یہ لوگ اگر آج تمہیں جھٹلا رہے ہیں تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جو تمہارے ہی ساتھ ہوئی ہو۔ تم سے پہلے کتنے ہی رسول ہیں جو اسی طرح جھٹلائے گئے باوجودیکہ (سچائی کی) روشن دلیلیں (حکمت وموعظت کے) صحیفے اور شریعت کی روشن کتاب ان کے ساتھ تھی۔

(مسلمانو! یاد رکھو) ہر جان کے لئے (بالآخر) موت کا مزہ چکھنا ہے اور جو کچھ تمہارے اعمال کا بدلہ ملنا ہے، وہ قیامت ہی کے دن پورا پورا ملیگا۔ اس دن جو شخص آتش دوزخ سے ہٹا دیا گیا اور جنت میں داخل ہو گیا تو کامیابی اسی کی کامیابی ہوئی اور دنیا کی زندگی تو اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ خواہشوں اور ولولوں کی کامجوئیوں کا کارخانہ فریب ہے۔

(یاد رکھو) ایسا ہونا ضروری ہے کہ تم جان و مال کی آزمائشوں میں ڈالے جاؤ۔ یہ بھی ضرور ہونا ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین عرب سے تمہیں دکھ پہنچانے والی باتیں بہت کچھ سننی پڑیں اگر تم نے صبر کیا (یعنی مصیبتوں میں ثابت قدم رہے) اور تقویٰ کا شیوہ اختیار کیا (یعنی احکام حق کی نافرمانی سے بچے رہے) تو بلاشبہ بڑے کاموں کی راہ میں یہ بڑے عزم و ہمت کی بات ہوگی۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ۱۹۴

سے آگے بندگی و نیاز کا سر جھکا دیتے ہیں اور اس سے بخشش و رحمت کے طلبگار ہوتے ہیں۔

اللہ کا قانون یہ ہے کہ وہ کسی انسان کا عمل ضائع نہیں کرتا عمل حق ایک ایسی حقیقت ہے جو ضائع ہو ہی نہیں سکتی جو لوگ حق پرستی کی راہ میں طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں وہ یقین رکھیں کہ ان کے اعمال حق کے ثمرات کبھی ضائع ہونے والے نہیں۔

خدایا جس (بدبخت) کے لئے ایسا ہو کہ اسے دوزخ میں ڈالے تو بلاشبہ تو نے اسے بڑی ہی خواری میں ڈالا اور (ظاہر ہے کہ) ایسا ہوگا تو اس دن) ظلم کرنیوالوں کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔ خدایا ہم نے ایک منادی کرنے والے کی منادی سنی جو ایمان کی طرف بلا رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ لوگو! اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور ایمان لے آئے پس خدایا ہمارے گناہ بخش دے۔ ہماری برائیاں مٹا دے اور (اپنے فضل و کرم سے) ایسا کر کہ ہماری موت نیک کرداروں کے ساتھ ہو! خدایا! ہمیں وہ سب کچھ عطا فرما جس کا تو نے اپنے رسولوں کی زبانی وعدہ فرمایا ہے اور (اپنے لطف و کرم سے) ایسا کر کہ قیامت کے دن ہمیں ذلت و خواری نصیب نہ ہو۔ بلاشبہ تو ہی ہے کہ تیرا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہو سکتا۔ (جب ارباب دانش کے فکر و عمل کی صدائیں یہ تھیں) تو ان کے پروردگار نے بھی ان کی دعائیں قبول کرلیں (خدا نے فرمایا) بلاشبہ میں کبھی کسی عمل کرنیوالے کا عمل ضائع نہیں کرتا مرد ہو خواہ عورت۔ تم سب ایک دوسرے کی جنس ہو اور عمل کے نتائج کا قانون سب کیلئے

مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ○ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ ۱۹۱

خلقت اور کائنات فطرت کے حوادث و مظاہر میں غور و فکر کرتے رہو۔ ذکر سے تمہارے دل کی غفلت دور ہوگی۔ فکر سے تم پر حقیقت کی معرفت کے دروازے کھلے جائیں گے جن لوگوں کے دل غفلت سے پاک ہوتے ہیں اور کائنات خلقت میں تفکر کرتے ہیں ان پر حقیقت کھل جاتی ہے کہ یہ تمام کارخانہ ہستی اور اس کا عجیب و غریب نظام بغیر کسی اعلیٰ مقصد اور نتیجے کے نہیں ہو سکتا۔ ضروری ہے کہ انسان کی دنیوی زندگی کے بعد بھی کوئی دوسری زندگی ہو اور جو کچھ اس زندگی میں کیا جاتا ہے اس کے نتائج اس زندگی میں پیش آئیں۔ جب یہ حقیقت ان پر کھلتی ہے تو انکی روح خدا پرستی کے جوش سے معمور ہو جاتی ہے وہ خدا

بلاشبہ آسمان اور زمین کی خلقت میں اور رات دن کے ایک کے بعد ایک آتے رہنے میں ارباب دانش کے لئے معرفت حق کی بڑی ہی نشانیاں ہیں:

وہ ارباب دانش جو کسی حال میں بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے کھڑے ہوں، بیٹھے ہوں لیٹے ہوئے ہوں (لیکن ہر حال میں اللہ کی یاد ان کے اندر بسی ہوتی ہے) ان کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ آسمان و زمین کی خلقت میں غور و فکر کرتے ہیں (اس ذکر و فکر کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان پر معرفت حقیقت کا دروازہ کھل جاتا ہے وہ پکار اٹھتے ہیں) خدایا! یہ سب کچھ جو تو نے پیدا کیا ہے سو بلاشبہ بیکار و عبث نہیں پیدا کیا ہے (ضروری ہے کہ یہ کارخانہ ہستی جو اس حکمت و خوبی کے ساتھ بنایا گیا ہے کوئی نہ کوئی مقصد و غایت رکھتا ہو) یقیناً تیری ذات اس سے پاک ہے کہ ایک بیکار کام اس سے صادر ہو۔ خدایا! ہمیں عذاب آتش سے (جو دوسری زندگی میں پیش آنیوالا ہے) بچا لیجیو!

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ۲۰

الثلثۃ

لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اور راستبازی کی راہ اختیار کی، تو ان کے لئے (بہشتی زندگی کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی۔ وہ ہمیشہ (نعیم و سرور کی) اسی حالت میں رہینگے۔ یہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے سو وہ نیک کرداروں کے لئے اچھائی اور خوبی ہی ہے۔ اور یقیناً اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ تم پر نازل ہوا ہے اور جو کچھ ان پر نازل ہو چکا ہے سب کے لئے ان کے دل میں یقین ہے نیز ان کے دل اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں وہ ایسا نہیں کرتے کہ خدا کی آیتیں تھوڑے داموں پر فروخت کر ڈالیں (تو بلاشبہ ایسے لوگوں کے لئے کوئی کھٹکا نہیں) ایسے ہی لوگ ہیں جن کیلئے ان کے پروردگار کے حضور ان کا اجر ہے یقیناً اللہ (کا قانون مکافات) اعمال کے حساب میں سست رفتار نہیں۔

مسلمانو! (اگر کامیابی حاصل کرنی چاہتے ہو تو ساری باتوں کا ماحصل یہ ہے کہ) صبر کرو۔ ایک دوسرے کو صبر کی ترغیب دو، ایک دوسرے کے ساتھ بندھ جاؤ، اور ہر حال میں (خدا) سے ڈرتے رہو تاکہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو۔

کوئی کھٹکا نہیں وہ اپنی راستبازی و نیک عمل کا اجر ضرور پائیں گے اور خدا کا قانون محاسبہ اعمال میں سست رفتار نہیں

(۳) نیز ان دعوت قرآن کے لئے دستور اصل یہ ہے کہ صبر کریں راہ عمل میں ایک دوسرے کے ساتھ بندھ جائیں اور ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہیں اگر انہوں نے ایسا کیا۔ تو کامیابی انہی کے لئے ہے

ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۖ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ ۱۹۷

یکساں ہے) پس (دیکھو) جن لوگوں نے (راہ حق میں) ہجرت کی، اپنے گھروں سے نکالے گئے، میری راہ میں ستائے گئے، اور پھر (راہ حق میں) لڑے اور قتل ہوئے، تو ان کے یہ اعمال حق کبھی رائیگاں جانے والے نہیں۔ یقینی ہے کہ میں ان کی خطائیں محو کر دوں، اور انہیں (نعیم ابدی کے) باغوں میں پہنچا دوں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہوں، اور اس لئے ان کی شادابی کبھی متغیر ہونے والی نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ان کے اعمال کا ثواب ہوگا، اور اللہ ہی ہے جس کے پاس (جزائے عمل میں) بہتر ثواب ہے۔ (اے پیغمبر!) جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے ان کا عیش و کامرانی کے ساتھ ملکوں میں سیر و گردش کرنا تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ یہ جو کچھ ہے محض تھوڑا سا فائدہ اٹھانا ہے (جو ان کے حصے میں آیا ہے) بالآخر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور (جس کا ٹھکانا جہنم ہو تو) کیا ہی برا ٹھکانا ہوا!

(۱) سورت کی ابتدا اس بیان سے ہوئی تھی کہ خدا انسان کی دینی سعادت کیلئے اپنا کلام نازل کرتا ہے، اس کا قانون یہ ہے کہ جو لوگ اسے قبول کرتے ہیں سعادت و کامرانی پاتے ہیں، جو شرارت و سرکشی سے مقابلہ کرتے ہیں نامراد رہتے ہیں۔ اسی سلسلۂ ہدایت کے ماتحت الکتاب یعنی قرآن نازل ہوا ہے۔ اب سورت کا اختتام بھی اسی بیان پر ہو رہا ہے گویا سورت کے تمام بیانات کا ماحصل یہ ہے کہ: (۱) دعوت قرآن کے مخالف کتنی ہی سعی و تدبیر کریں، اور بظاہر کامیاب بھی ہوں، پر کتنے ہی خوشحال نظر آئیں لیکن بالآخر ہونا یہی ہے کہ دعوت قرآن کامیاب ہو۔ (۲) اہل کتاب کی جو جماعتیں عرب میں دعوت حق کا مقابلہ کر رہی ہیں، ان سب کے لئے بالآخر نامرادی ہی ہے البتہ جو لوگ سچائی کی راہ اختیار کرینگے تو ان کے لئے

اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ

ایک مورث اعلیٰ کی نسل نے خاندانوں، قبیلوں اور بستیوں کی شکل اختیار کر لی اور رشتوں قرابتوں کا بہت بڑا دائرہ ظہور میں آ گیا) پس دیکھو، اللہ سے ڈرو جس کے نام پر باہم گر (مہر و الفت کا) سوال کرتے ہو نیز قرابت داری کے معاملہ میں بے پروا نہ ہو جاؤ یقین رکھو کہ اللہ تم پر (تمہارے اعمال کا) نگران حال ہے۔

اور دیکھو یتیموں کا مال دیانت داری کے ساتھ ان کے حوالے کر دو۔ ایسا نہ کرو کہ (ان کی) اچھی چیز کو (اپنی) ناکارہ چیز سے بدل ڈالو اور ان کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا جلا کر خورد برد کر لو۔ یقیناً ایسا کرنا بڑی ہی گناہ کی بات ہے۔

کے موثرات نہ ہوتے تو انسان کی زندگی میں انفرادیت کی جگہ اجتماعیت پیدا نہ ہوتی۔

یہ رشتہ باہمی الفت و معاونت کے جذبات پیدا کرتا اور ایک فرد کو دوسرے فرد کے ساتھ ملائے رکھتا ہے۔

پس نظام معاشرت کی درستگی کے لئے ضروری ہے کہ صلہ رحمی کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔ صلہ رحمی کے حقوق خدا کے ٹھہرائے ہوئے حقوق ہیں جو شخص ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے وہ احکام الٰہی سے سرتابی کرتا اور ظلم و معصیت کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ حفاظت کے مستحق یتیم بچے تھے لہٰذا سب سے پہلے ان کے حقوق کا ذکر کیا گیا۔ جو لوگ یتیموں کے نگران و محافظ ہوں انہیں چاہئے کہ ان کا مال الگ رکھیں اپنے مال کے ساتھ ملا کر نقصان نہ پہنچائیں۔

(۲) ایسا نہ کرو کہ جو یتیم لڑکی تمہاری حفاظت میں ہو۔ اس کی دولت پر قبضہ کرنے کے لئے اس سے نکاح کر لو اور پھر اسے نقصان پہنچاؤ۔ سرپرست اور محافظ کو چاہئے کہ اس بارے میں بے لاگ رہے۔

(۳) ضمناً نکاح کا حکم کہ اگر ایک مرد استطاعت رکھتا ہو تو چاہئے کہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھے تو چار تک رکھ سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ انصاف کرے یعنی سب کے ساتھ یکساں سلوک کرے اگر اندیشہ ہو کہ انصاف نہیں کر سکیگا تو پھر ایک سے زیادہ نہیں کرنا چاہئے (۴) مال قیام زندگی کا ذریعہ ہے پس جب تک یتیم بچے عاقل و بالغ نہ ہو جائیں اور اپنے مفاد کی حفاظت نہ کر سکیں مال و متاع ان کے قبضہ میں نہ دیدو (۵) اس ڈر سے کہ اولاد بڑی ہو کر قابض ہو جائیگی یا یتیم بالغ ہو کر مطالبہ کریں گے مال و دولت کو فضول خرچی میں اڑا دینا بہت بڑی معصیت ہے۔ مال دولت

النِّسَاء

مَدِنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَسَبْعٌ وَسَبْعُونَ اٰيَةً

مدنی ۱۷۷ آیتیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا

حکمت الٰہی کی یہ بڑی ہی کارفرمائی ہے کہ اس نے انسان کی پیدائش و معیشت کا نظام کچھ اس طرح کا بنا دیا کہ پہلے ایک فرد واحد سے وہ پیدا ہوتا ہے پھر اس کی نسل سے بے شمار افراد پیدا ہوتے ہیں پھر ہر فرد کی نسل سے الگ الگ سلسلے قائم ہو جاتے ہیں پھر یہ سلسلے پھیلتے ہیں اور رفتہ رفتہ خاندانوں، قبیلوں، گروہوں اور بستیوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس صورت حال نے افراد کے باہمی اجتماع و اتحاد کے لئے صلہ رحمی یعنی نسلی قرابت کا رشتہ پیدا کر دیا ہے اور سوسائٹی کا نظام اسی پر قائم ہے اگر اس رشتے

اے افراد نسل انسانی اپنے پروردگار کی نافرمانی کے نتائج) سے ڈرو۔ وہ پروردگار جس نے تمہیں اکیلی جان سے پیدا کیا[1] (یعنی باپ سے پیدا کیا) اور اسی سے اس کا جوڑا بھی پیدا کر دیا (یعنی جس طرح مرد کی نسل سے لڑکا پیدا ہوتا ہے لڑکی بھی پیدا ہوتی ہے) پھر ان دونوں کی

نسل سے مردوں اور عورتوں کی بڑی تعداد دنیا میں پھیلا دی (اور اس طرح تن تنہا

---

[1] اس آیت کی ایک تفسیر تو یہ ہے جو ہم نے اختیار کی ہے دوسری یہ ہے کہ "نفس واحدۃ" سے مقصود حضرت آدم ہیں اور خلق منھا زوجھا" سے حوا۔ ہم نے تفسیر مندرجہ متن کو اس لئے ترجیح دی کہ آگے چل کر نکیر کے ساتھ فرمایا ہے: "وبث منہما رجالاً کثیراً ونساء" حالانکہ اگر مقصود حضرت آدم ہوتے تو ہونا چاہئے تھا۔
وبث منہما جمیع الرجال والنساء،

قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَ

اور یتیموں کی حالت پر نظر رکھ کر انہیں آزماتے رہو کہ ان کی سمجھ بوجھ کا کیا حال ہے؛ یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔ پھر اگر ان میں صلاحیت پاؤ۔ تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو۔

اور اس خیال سے کہ بڑے ہو کر مطالبہ کریں گے فضول خرچی کر کے جلد جلد ان کا مال کھا پی نہ ڈالو۔

(یتیموں کے سرپرستوں میں سے) جو مقدور والا ہو اسے چاہیئے (ان کے مال پر اپنے خرچ کا بار ڈالنے سے) پرہیز کرے جو حاجت مند ہو۔ وہ اس میں سے لے سکتا ہے۔ مگر ٹھیک طریقہ پر (یعنے بقدر احتیاج)

پھر جب ایسا ہو کہ ان کا مال ان کے حوالے کرو، تو چاہیئے کہ اس پر لوگوں کو گواہ کر لو اور یہ نہ بھولو کہ محاسبہ کرنے کے لئے اللہ کا محاسبہ بس کرتا ہے۔

ماں باپ اور رشتہ داروں کے مال میں تھوڑا ہو، یا بہت، لڑکوں کا حصہ ہے اسی طرح ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے میں لڑکیوں کا بھی حصہ ہے

(۸) اسلام سے پہلے عام طور پر یہ عقیدہ پھیلا ہوا تھا کہ مال وجائداد کی وراثت میں لڑکیوں کا کوئی حصہ نہیں اس گمراہی کا ازالہ کیا گیا اور یہ اصول قائم کر دیا گیا کہ حقدار ہونے کے لحاظ سے مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔

(۹) ورثہ تقسیم کرو تو جو لوگ دور کے رشتہ دار ہوں یا خاندان کے یتیم اور مسکین افراد، انہیں

اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝۳ وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا ۝۴ وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ

ہر حال میں ایک امانت ہے اور تمہارا فرض ہے کہ دیانت داری سے اس کی حفاظت کرو۔

(۶) ہم پرست اور محافظ اگر خوش حال ہوں تو اپنے خرچ کا بار یتیم کی امانت پر نہ ڈالیں اگر محتاج ہوں تو بقدر احتیاج لے سکتے ہیں۔ (۷) حق دار کو اس کا حق دو تو اس پر لوگوں کو گواہ کر لو۔

اور (دیکھو) اگر (تم نکاح کرنا چاہو اور) تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے معاملہ میں انصاف نہ کرسکو گے تو (انہیں اپنے نکاح میں نہ لاؤ بلکہ) جو عورتیں تمہیں پسند آئیں اُن سے نکاح کرلو (یعنی دوسری عورتوں سے جو تمہیں پسند آئیں نکاح کرلو ایک وقت میں) دو دو، تین تین، چار چار تک کرسکتے ہو (بشرطیکہ ان میں انصاف کرسکو یعنے سب کے حقوق ادا کرسکو اور سب کے ساتھ ایک ہی طرح کا سلوک کرسکو) اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ انصاف نہیں کرسکو گے، تو پھر چاہئے کہ ایک بیوی سے زیادہ نہ کرو۔ یا پھر جو عورتیں (لڑائی کے قیدیوں میں سے) تمہارے ہاتھ آگئی ہیں (انہیں بیوی بنا کر رکھو) بے انصافی سے بچنے کے لئے ایسا کرنا زیادہ قرین ثواب ہے (بمقابلہ اس کے کہ یتیم لڑکیوں کے حقوق کے لئے اللہ کے حضور جوابدہ ہو)

اور (دیکھو) عورتوں کا مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کردیا کرو (اگر وہ یتیم اور لاوارث ہوں کہ یہ ان کا حق ہے اور جب تک ادا نہیں کروگے ان کا حق تمہارے ذمے باقی رہے گا۔ اور (دیکھو) مال و متاع کو خدا نے تمہارے لئے قیام (معیشت) کا ذریعہ بنایا ہے۔ پس ایسا نہ کرو کہ کم عقل آدمیوں کے حوالے کردو (یعنی کم عمر اور نادان لڑکوں کے حوالے کردو (اگر وہ کم سن ہیں تو) ایسا کرنا چاہئے کہ ان کے مال میں سے ان کے کھانے اور کپڑے کا انتظام کردیا جائے اور نیکی اور بھلائی کی بات انہیں سمجھا دی جائے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ

جو لوگ یتیموں کا مال ناانصافی سے خورد برد کر لیتے ہیں تو وہ یاد رکھیں) یہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اپنے پیٹ میں آگ کے انگارے بھر رہے ہیں، اور قریب ہے کہ دوزخ میں جھونکے جائیں۔

تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لئے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہو۔ (یعنی لڑکی سے لڑکے کا حصہ دوگنا ہونا چاہئے)

پھر اگر ایسا ہو کہ لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں، تو ترکے میں ان کا حصہ دو تہائی ہوگا

اور اگر اکیلی ہو۔ تو اسے آدھا ملے گا۔

اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا

ترکے کی تقسیم اور حقداروں کے حصوں کا بیان

اصل اس بارے میں یہ ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملنا چاہئے۔ یعنی لڑکی سے لڑکے کا حصہ دوگنا ہو۔

میت نے جو کچھ وصیت کی ہو۔ پہلے اس کی تعمیل کرنی چاہئے اور جو کچھ اس پر قرض رہ گیا ہو اسے ادا کر دینا چاہئے۔ اس کے بعد جو کچھ بچے اسے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ البتہ ضروری ہے کہ وصیت ٹھیک طور پر کی گئی ہو اس غرض سے نہ کی گئی ہو کہ حقداروں کو ان کے حق سے محروم کر دیا جائے۔

قْرَبُوْنَ ص وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا
قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا
مَّعْرُوْفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا
۹ خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝

حقدار ہونے کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں اور یہ حصہ (خدا کا) ٹھہرایا ہوا حصہ ہے۔

فراموش نہ کرو تقسیم میں ان کا حق نہ سہی لیکن پھر بھی حسب توفیق کچھ نہ کچھ دے دینا چاہئے۔
(۲) ۱۰ جو لوگ یتیموں کے مال میں خیانت کرتے ہیں ان کے لئے عذاب آخرت کی سخت وعید ہے

اور (دیکھو) جب ایسا ہو کہ ترکہ تقسیم کرنے کے وقت (دور کے) رشتہ دار اور (خاندان) کے یتیم (و مسکین افراد بھی حاضر ہو جائیں تو چاہئے کہ میت کے مال میں سے انہیں بھی (حسب مقدور) تھوڑا بہت دے دو۔ اور (اگر اس بارے میں ردوکد ہو، تو) انہیں اچھے طریقہ پر بات کہہ کر سمجھا دو (کیونکہ وہ حاجت مند ہیں اور حاجت مندوں کے ساتھ نرمی و شفقت سے پیش آنا چاہئے)

اور لوگوں کو (اس بات سے) ڈرنا چاہئے کہ (کسی حق دار کے حق میں ناانصافی کی جاوے) اگر وہ اپنے پیچھے ناتواں اولاد چھوڑ جائے۔ تو انہیں ان کی طرف سے کیسا کچھ اندیشہ ہوتا؟ ایسا ہی دوسروں کے لئے بھی سمجھیں) پس چاہئے کہ اللہ سے ڈریں اور ایسی بات کہیں جو درست اور مضبوط ہو۔

فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ
إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا
تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ
يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا

مگر یہ تقسیم اس کے بعد ہوگی کہ جو کچھ وصیت کر گئی ہوں اس کی تعمیل ہو جائے۔
اور جو کچھ ان پر قرض ہو ادا کر دیا جائے۔
اور جو کچھ ترکہ تم چھوڑ جاؤ (یعنی شوہر چھوڑ جائے) تو اس کا حکم یہ ہے
کہ اگر تم سے اولاد نہ ہو تو بیویوں کا حصہ چوتھائی ہوگا اگر اولاد ہو تو آٹھواں جو
کچھ تم وصیت کر جاؤ اس کی تعمیل اور جو کچھ تم پر قرض رہ گیا ہو اس کی
ادائیگی کے بعد۔

اور اگر ایسا ہو کہ کوئی مرد یا عورت
ترکہ چھوڑ جائے اور وہ کلالہ ہو۔
(یعنی نہ تو اس کا باپ ہو نہ بیٹا) اور
(دوسری ماں سے) اس کے بھائی یا
بہن ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ بھائی
بہن میں سے ہر ایک کا چھٹا ہوگا۔
اور اگر (بھائی بہن) ایک سے
زیادہ ہوں تو پھر ایک تہائی میں سب

کلالہ کی میراث کا حکم۔

کلالہ سے مقصود ایسا مرد یا ایسی عورت ہے جس
کے نہ تو باپ ہو کہ اوپر کا رشتہ ہے نہ بیٹا ہو کہ
نیچے کا رشتہ ہے
ایسی میت کے وارثوں کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں
(۱) سگے بھائی بہن ہوں
(۲) علاتی بہن بھائی ہوں یعنی باپ ایک لیکن مائیں مختلف ہوں
(۳) اخیافی بھائی بہن ہوں یعنی ماں ایک ہو باپ مختلف ہوں
یہاں تیسری صورت کا حکم بیان کیا گیا ہے پہلی اور دوسری
صورت کا حکم سورت کی آخری آیات میں ہے۔

إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ ۱۱ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ

لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ میت کے اولاد ہو۔ اگر اولاد نہ ہو اور وارث صرف ماں باپ ہی ہوں۔ تو ماں کے لئے تہائی (باقی باپ کا)

اگر (ماں باپ کے علاوہ) میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہنیں بھی ہوں، تو ماں کا حصہ چھٹا ہوگا۔

لیکن یاد رہے، میت نے جو کچھ وصیت کردی ہو یا جو کچھ اس پر قرض رہ گیا ہو اس کی تعمیل اور ادائیگی کے بعد یہ حصے تقسیم ہونگے۔

(دیکھو) تمہارے باپ دادا بھی ہیں اور تمہاری اولاد بھی ہے (یعنے رشتہ کے لحاظ سے اوپر کا بھی رشتہ ہے اور نیچے کا بھی) تم نہیں جانتے، نفع رسانی کے لحاظ سے کونسا رشتہ تم سے زیادہ نزدیک ہے (اور کس کا حق زیادہ ہونا چاہیئے کس کا کم۔ اللہ کی حکمت ہی اس کا فیصلہ کرسکتی تھی پس) اللہ نے حصے ٹھہرا دیئے ہیں، اور وہ (اپنے بندوں کی مصلحت کا) جاننے والا اور (اپنے تمام احکام میں) حکمت رکھنے والا ہے!

تمہاری بیویاں جو کچھ ترکے میں چھوڑ جائیں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ان سے اولاد نہ ہو تو تمہارا (یعنے شوہر کا) حصہ آدھا ہے اگر اولاد ہو تو چوتھائی۔

حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۟
وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ
اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ
حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ وَالَّذٰنِ ۱۵
يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۗ

راحتوں کی جگہ آگ کے عذاب میں ڈالا جائے گا۔ وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہیگا اور اس کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہوگا۔

بدچلن عورتوں اور مردوں کی تعزیر کا حکم[ف] | اور تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں بدچلنی کی مرتکب ہوں۔ تو چاہئے کہ اپنے آدمیوں میں سے چار آدمیوں کی اس پر گواہی لو۔ اگر چار گواہ گواہی دیدیں، تو پھر ایسی عورتوں کو گھروں میں بند رکھو۔ یہاں تک کہ موت ان کی عمر پوری کر دے یا اللہ ان کے لئے کوئی دوسری راہ پیدا کر دے۔

اور جو دو شخص تم میں سے بدچلنی کے مرتکب ہوں؛ تو چاہئے کہ ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ (یعنے انہیں پیٹو اور جس سے انہیں اذیت پہنچے) پھر اگر وہ

[ف] مفسروں کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ ان آیات میں جس برائی کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مقصود زنا ہے اور جس سزا کا حکم دیا گیا ہے وہ اوائل اسلام میں دی جاتی تھی۔ بعد کو جب سورہ نور نازل ہوئی تو زنا کی حد مقرر ہوگئی اور یہ سزا باقی نہیں رہی لیکن ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ ان آیات میں اور سورہ نور میں ایک ہی جرم کی سزائیں نہیں بیان کی گئی ہیں بلکہ دو مختلف جرائم کا ذکر کیا گیا ہے یہاں جس بدچلنی کا ذکر کیا ہے اس سے مقصود وہ بدچلنی ہے جو دو عورتیں اور دو مرد آپس میں کریں اور سورہ نور میں زنا کا ذکر ہے پس دونوں احکام اپنی اپنی جگہ قائم ہیں۔

السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ○ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ ۱۴

برابر کے شریک ہوں گے۔ لیکن اس وصیت کی تعمیل کے بعد جو میّت نے کر دی ہو۔ نیز اس قرض کی ادائیگی کے بعد جو میّت کے ذمہ رہ گیا ہو۔ بشرطیکہ (وصیت اور قرض سے) مقصود (حقداروں کو) نقصان پہنچانا نہ ہو۔

یہ (ترکے کی تقسیم کے بارے میں) اللہ کی طرف سے حکم ہے، اور (یقین رکھو) اللہ (بندوں کے مصالح) جاننے والا اور (ان کمزوریوں کے لئے اپنے احکام و قوانین میں) بہت بُردبار ہے۔

(یاد رکھو) یہ اللہ کی (ٹھہرائی ہوئی حدبندیاں ہیں، پس جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو اللہ اسے (ابدی راحتوں کے) ایسے باغوں میں داخل کر دے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی (اور اس لئے ان کی شادابی کبھی متغیر ہونے والی نہیں) وہ (سرور و راحت کی) اس حالت میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی ہی کامیابی ہے۔ جو انہیں حاصل ہوگی۔

لیکن جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور اس کی ٹھہرائی ہوئی حدبندیوں سے باہر نکل گیا تو (یاد رہے) وہ (جنت کی ابدی

لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ○ ۱۹

میراث سمجھ کر ان پر زبردستی قبضہ کر لو۔

اور نہ ایسا کرنا چاہئے کہ جو کچھ (مال متاع) انہیں دے چکے ہو، اس میں سے کچھ لے نکلنے کے لئے ان پر سختی کرو اور انہیں روک رکھو۔ الا یہ کہ وہ علانیہ بدچلنی کی مرتکب ہوئی ہوں اور (دیکھو) عورتوں کے ساتھ معاشرت کرنے میں نیکی اور انصاف ملحوظ رکھو۔ پھر اگر ایسا ہو کہ تمہیں (کسی وجہ سے) وہ ناپسند ہوں (تو بے ضبط اور بے قابو نہ ہو جاؤ) عجب نہیں ایک بات تم ناپسند کرتے ہو اور اسی میں اللہ نے تمہارے لئے بہت کچھ بہتری رکھ دی ہو۔

عرب جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ جو ناانصافیاں کی جاتی تھیں ان میں ایک ناانصافی یہ تھی کہ اگر کوئی شخص مر جاتا تو جس طرح اس کا مال و متاع ان کے وارثوں کے قبضہ میں چلا جاتا اسی طرح ان کی بیویوں پر بھی وہ قابض اور متصرف ہو جاتے نیز مختلف طریقوں سے عورتوں کو مجبور کیا جاتا کہ اپنا مہر چھوڑ دیں یا جو کچھ مال متاع ان کے قبضہ میں ہے مردوں کے قبضہ میں چلا آئے یہاں اس طرح کی تمام ناانصافیوں سے روک دیا گیا۔

عورتوں کے ساتھ تمہاری معاشرت نیکی و انصاف پر مبنی ہونی چاہئے ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ محض ہوا و نفس کے ہاتھ اپنی باگ دیدو اور اگر کسی وجہ سے بیوی پسند نہ آئے تو فوراً اسے چھوڑ کر دوسری کر لو اس طرح کی بے ضبط اور بے قابو طبیعتیں کبھی معاشرتی سعادت حاصل نہیں کر سکتیں اگر کسی وجہ سے بیوی تمہیں پسند نہیں تو صبر اور برداشت

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا

دونوں توبہ کرلیں اور اپنی حالت سنوارلیں تو انہیں چھوڑ دو۔ بلاشبہ اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحمت رکھنے والا ہے،

ضمناً اس حقیقت کی طرف اشارہ کہ سچی توبہ انہی لوگوں کی توبہ ہے جو گناہ پر مصر نہ ہوں اور جن کا ضمیر گناہ کے بعد پشیمانی محسوس کرتا ہے۔

البتہ یاد رہے کہ اللہ کے حضور توبہ کی قبولیت انہی لوگوں کے لئے ہے جو برائی کی کوئی بات نادانی و بے خبری میں کر بیٹھتے ہیں اور فوراً توبہ کرلیتے ہیں (اور ان کا ضمیر اپنے کئے پر پشیمانی محسوس کرتا ہے) تو بلاشبہ ایسے ہی لوگ ہیں کہ اللہ بھی (اپنی رحمت سے) ان پر لوٹ آتا ہے، اور وہ یقیناً سب کچھ جاننے اور (اپنے تمام احکام میں) حکمت رکھنے والا ہے۔

لیکن ان لوگوں کی توبہ، توبہ نہیں ہے جو (ساری عمر تو) برائیاں کرتے رہے لیکن جب ان میں سے کسی کے آگے موت آکھڑی ہوئی، تو کہنے لگا: "اب میں توبہ کرتا ہوں" (ظاہر ہے کہ ایسی توبہ، سچی توبہ نہ ہوئی) اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی توبہ نہیں ہے جو دنیا سے کفر کی حالت میں جاتے ہیں۔ ان تمام لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب طیار کر رکھا ہے (جو انہیں پاداش عمل میں پیش آئے گا)

مسلمانو! تمہارے لئے یہ بات جائز نہیں کہ عورتوں کو (میت کی)

مَقْتًا ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّھٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ ع ۲۲
وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ
وَاُمَّھٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ
وَاُمَّھٰتُ نِسَاۗىِٕكُمْ وَرَبَاۗىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ

مکروہ ومردود شیوہ تھا اور بُرا دستور۔
(دیکھو) تم پر (نکاح کے لئے ان رشتوں کی عورتیں) حرام ٹھہرا دی گئی ہیں۔
تمہاری مائیں۔
تمہاری بیٹیاں۔
تمہاری بہنیں۔
تمہاری پھوپھیاں
تمہاری خالائیں۔
تمہاری بھتیجیاں
تمہاری بھانجیاں
تمہاری دُودھ پلانے والی مائیں (مائیں کیونکہ جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا وہ تمہاری ماں ہی کے برابر ہوگئیں) تمہاری رضاعی بہنیں (یعنی دودھ پینے کے رشتہ کی بہنیں)
تمہاری بیویوں کی مائیں۔
تمہاری بیویوں کی (پچھلی) اولاد جو تمہاری گودوں میں (پرورش پاتی) ہیں

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ○ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ

اور اگر تم (حسنِ معاشرت کے ساتھ نباہ نہ کرسکو اور) ارادہ کرلو کہ ایک بیوی کو چھوڑ کر اس کی جگہ دوسری کروگے، اور پہلی بیوی کو تم نے (چاندی سونے کا) ایک ڈھیر بھی (مہر میں) دے دیا ہو، تو بھی نہیں چاہیئے کہ (اسے علیحدہ کرتے ہوئے) اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ کیا تم چاہتے ہو۔ (اپنا دیا ہوا مال بہتان لگا کر اور صریح ظلم کرکے واپس لے لو۔

سے کام لو۔ بہت ممکن ہے کہ ایک بات تمہیں اچھی نہ لگے اور اسی میں تمہارے لئے بہتری وسعادت ہو۔

اور پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم اسے واپس لو۔ حالانکہ تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ شوہر اور بیوی کا ملنا مل چکے ہو اور تمہاری بیویاں تم سے نکاح کے وقت (اپنے حقوق کے لئے) پکا قول وقرار کرا چکی ہیں۔

جن رشتوں میں باہم نکاح جائز نہیں ان کا بیان | اور (دیکھو) ان عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ لاؤ۔ جنہیں تمہارے باپ نکاح میں لاچکے ہوں (جیسا کہ اسلام سے پہلے عرب میں دستور تھا) اس (حکم کے نازل ہونے) سے پہلے جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا (آئندہ کے لئے یاد رکھو) یہ بڑی ہی بے حیائی کی بات تھی

نِسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۙ ۲۳

(یعنی اگرچہ تمہاری نسل سے نہیں ہیں) لیکن جب ان کی ماؤں سے تم نے نکاح کر لیا تو اس کی سابقہ اولاد بھی تمہاری ہی اولاد جیسی ہوگی) البتہ یہ ضروری ہے کہ (عقد نکاح کے بعد) زناشوئی کا تعلق بھی ہو گیا ہو۔ اگر ایسا نہ ہوا ہو۔ تو پھر ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لینے میں کوئی پکڑ نہیں۔
تمہارے حقیقی بیٹوں کی بیویاں (یعنی تمہاری بہوئیں)
نیز یہ بات بھی حرام کر دی گئی ہے کہ (ایک وقت میں) دو بہنوں کو جمع کرو۔ [۱]
(اس حکم کے نزول سے) پہلے جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا۔ اللہ بخش دینے والا اور (اپنے بندوں کے لئے) رحمت رکھنے والا ہے!

[۱] احادیث سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ خالہ بھانجی اور پھوپھی بھتیجی کا جمع کرنا بھی جائز نہیں ۱۲





مولانا ابوالکلام آزاد (مرحوم) کی تمام کتب جو کہ اس سے قبل دو روپے آٹھ آنے اور تین روپے فی کتاب شائع ہوا کرتی تھیں ' ہم نے خدمت اسلام کے لئے صرف دس دس آنے فی کتاب کے حساب پیش کی ہیں -

(وہ کتب جو اب تک تیار ہو چکی ہیں)

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
شہادت حسین	-/۱۰/-	نبی اور یاران نبی کے آخری لمحات	-/۱۰/-
حضرت یوسف	-/۱۰/-	عیدین	-/۱۰/-
اکابر اسلام کے آخری لمحات	-/۱۰/-	ذوالقرنین	-/۱۰/-
نظام حکومت اسلامیہ	-/۱۰/-	مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ	-/۱۰/-
السیدہ فاطمہ بنت عبداللہ	-/۱۰/-	اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر	-/۱۰/-
ولادت نبوی	-/۱۰/-		

(مولانا شبلی نعمانی مرحوم)

مولانا کا ترجمان القرآن (تفسیر و ترجمہ) فی پارہ دس آنے کے حساب سے شائع کیا جا رہا ہے -

ام القرآن مولانا مرحوم کی سورہ فاتحہ کی مکمل تفسیر جو کہ قریباً ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے عنقریب صرف تین روپے میں آپکی خدمت میں پیش کردی جائے گی -

نیز مولانا کی تمام وہ کتب جو مہنگی چھپ چکی ہیں یا غیر مطبوعہ ہیں نہایت سستی قیمتوں پر عنقریب پیش کر دی جائیں گی -

اپنے آرڈر جلد بک کرالیں ورنہ مانگ کی زیادتی کی وجہ سے آپکو دوسرے ایڈیشن کا منتظر رہنا پڑے گا -

(نوٹ) ہم مولانا مرحوم کی تمام تصانیف نہایت سستی قیمتوں پر (جن میں ہم اپنا منافع شامل نہ کرینگے) عنقریب شائع کر رہے ہیں - اس کے بعد ہم مولانا شبلی نعمانی و مولانا اشرف علی تھانوی کی تمام تصانیف اسی طرح شائع کرینگے -

سول ایجنٹس :- ظفر برادرز-ظفر منزل-بنک سکوئر-دی مال-لاہور